ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 19

جمعۃ المبارک 22/جون 2012ء

02/شعبان 1433 ہجری قمری ❁ 22/احسان 1391 ہجری شمسی

شمارہ 25

حق اللہ اور حق العباد میں اسوۂ رسول

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کثرت سے ذکر الٰہی کرتے تھے اور فضول بات سے پرہیز کرتے تھے۔ نماز لمبی کرتے اور خطبہ مختصر دیتے تھے۔ اور بیواؤں اور غریبوں کے ساتھ جا کر ان کی ضرورت پوری کر دینے میں برا نہیں مناتے تھے۔

(نسائی کتاب الجمعۃ باب مایستحب من تقصیر الخطبۃ حدیث نمبر1397)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح (لندن) میں نویں سالانہ امن سمپوزیم کا انعقاد

دنیا کو اس تباہی اور بربادی سے، جس کی طرف دنیا نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہے، بچانے کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ صورت یہ ہے کہ دنیا میں محبت، باہمی ہمدردی اور بھائی چارہ کے ساتھ رہنے کے طور طریق کو اپنایا جائے۔ سب سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ دنیا اپنے اس خالق و مالک کو پہچان لے جو کہ واحد خدا ہے۔

ہم مستقل طور پر باآواز بلند دنیا کو امن کی طرف بلاتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے پیچھے یہی جذبہ کارفرما ہے کہ ہمارے دل دکھی انسانیت کی تکلیف کے احساس سے تڑپتے ہیں۔

سب ملکوں کے نمائندوں اور سفیروں کو انتہائی مخلصانہ طریق پر آگے بڑھ کر انصاف اور ہر ایک کو یکساں سلوک فراہم کرنے کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ ہمیں ہر قسم کے تعصّبات اور ہر نوع کی تفریق کو یکسر مٹانا ہوگا۔ کیونکہ یہی وہ واحد راستہ ہے جس پر چل کر امن کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

اگر طاقتور قومیں دوسروں سے انصاف نہیں کریں گی، چھوٹی قوموں کے مایوس کن حالات کا حل نہیں سوچیں گی، وسعتِ قلبی کے مظہر اور دانشمندی کے حامل رویے اختیار نہیں کریں گی تو صورتحال بگڑتے بگڑتے تمام حدیں پھلانگ کر سب کے اختیار سے باہر ہو جائے گی۔ اور اندیشہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو تباہی دنیا پر وارد ہوگی وہ ہر انسان کے تصور اور تخیل سے بھی بڑھ کر خوفناک اور مہلک ہوگی۔

ہم ممبرانِ جماعت احمدیہ حتی الوسع ان کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ دنیا کو اور انسانیت کو تباہی سے بچایا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے وقت کے امام کی آواز پر لبیک کہا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح آخرالزماں بنا کر دنیا میں بھیجا ہے اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی حیثیت سے دنیا میں سلامتی پھیلانے کے لئے آئے ہیں۔

ایک طریق جس سے میں دنیا میں قیامِ امن کی کوشش کر رہا ہوں وہ اہم رہنماؤں کو اس سمت میں توجہ دلانا ہے۔ چند ماہ پہلے میں نے پوپ کی خدمت میں اس موضوع کی طرف توجہ دلانے کے لئے خط لکھا تھا۔ اسی طرح حال ہی میں مَیں نے اسرائیل کے وزیر اعظم بن یامین نیتن یاہو اور ایران کے صدر احمدی نژاد کو اور امریکہ کے صدر بارک اوباما اور کینیڈا کے وزیر اعظم اسٹیون ہارپر کو بھی خط لکھے ہیں اور انہیں زور دے کر کہا ہے کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کو ممکن بنانے کے لئے بھرپور کردار ادا کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو باحسن ادا کریں۔ اسی طرح مَیں مزید بین الاقوامی رہنماؤں کو مستقبل میں خط لکھنے اور اس موضوع پر تنبیہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

اس امن کانفرنس کے ذریعہ میں تمام دنیا کو یہی پیغام بھجوانا چاہتا ہوں کہ اسلام کی تعلیمات کا پیغام دراصل باہمی محبت، شفقت، رحم اور صلح و آشتی سے گزر بسر ہی ہے۔

ہم اس سال ملکہ الزبتھ دوم کی ڈائمنڈ جوبلی منا رہے ہیں۔ اگر ہم وقت کو پیچھے گھوم کر دیکھیں تو ایک سو پندرہ سال پہلے ملکہ وکٹوریہ نے 1897ء میں اپنی ڈائمنڈ جوبلی منائی تھی۔ اُس وقت بانی جماعت احمدیہ نے ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں مبارکباد کا پیغام بھیجا تھا۔ اس پیغام میں آپ نے ملکہ عالیہ کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمایا تھا اور ساتھ ہی حکومتِ برطانیہ کو اور ملکہ عالیہ کو لمبی زندگی کی دعا دی تھی۔ جن الفاظ میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اُس وقت کی ملکہ کو مبارکباد اور دعائیں بھیجی تھیں اُن ہی الفاظ میں مَیں آج کی اس تقریب کے ذریعہ ملکہ الزبتھ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا امن عالم کے قیام کے سلسلہ میں نہایت اہم بصیرت افروز خطاب)

(رپورٹ: حامدہ سنوری فاروقی۔ لندن)

(دوسری قسط)

24/مارچ کو طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے نویں امن سمپوزیم میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں جو نہایت اہم اور بصیرت افروز خطاب فرمایا ذیل میں اس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

تشہد تعوذ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے تمام حاضرین کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: آج ایک سال گزرنے کے بعد پھر میرے لئے خوشی کا موقع ہے کہ میں اس تقریب میں اپنے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہوں۔ میں آپ سب کا نہایت شکرگزار ہوں کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے یہاں ہمارے ساتھ شرکت کرنی منظور کی۔ آپ میں سے اکثر مہمان اس تقریب کی نوعیت سے بخوبی واقف ہیں جسے ''امن سمپوزیم'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اس تقریب کا انعقاد ہر سال جماعت احمدیہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ اور یہ ہماری ان کوششوں میں سے ایک ہے جس کے ذریعہ سے ہم دنیا میں قیامِ امن کے لئے ہر ذریعہ سے راہ ہموار کرنے کی خواہش میں عملی اقدامات کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آج ہمارے ساتھ کچھ نئے دوست شامل ہو رہے ہیں جبکہ کافی تعداد ان احباب کی ہے جو کئی سالوں سے ہمارے ساتھ قیامِ امن کی کوششوں میں تبادلہ خیال کے لئے شرکت کر رہے ہیں۔ بہرحال آپ سب تعلیم یافتہ، روشن خیال لوگ ہیں اور ہماری قیام امن کی

خواہش میں شریک ہیں۔اسی تمنا کی وجہ سے آپ آج کی تقریب میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں۔آپ سب یہاں یہ دلی تمنا لے کر آئے ہیں کہ دنیا میں ہر طرف محبت،شفقت اور دوستی کا دور دورہ ہو۔یہ بھی وہ رجحان اور وہ اقدار ہیں جن کی تمنا دنیا کے زیادہ تر لوگ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور جن کی انہیں سخت ضرورت ہے۔اسی جذبہ کے تحت آپ سب جو مختلف طبقاتِ فکر، قوموں اور مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں یہاں اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ ہر سال جب ہم یہ جذبات لے کر اکٹھے ہوتے ہیں تو سب کی طرف سے یہ اظہار بھی ہوتا ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں وہ وقت دیکھ سکیں کہ دنیا امن کا گھوارہ بن جائے۔اور میں ہر سال آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ پُرامن رجحانات کو فروغ دینے کے لئے جو بھی اور جہاں بھی کوشش کرسکیں ضرور کریں۔ مزید برآں آپ میں سے جو کسی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں یا کسی حکومتی ادارہ سے منسلک ہیں وہ قیامِ امن کے پیغام کو اپنے حلقہ اثر میں فروغ دیں۔یہ ایک نہایت ضروری امر ہے کہ ہر شخص کو احساس دلایا جائے کہ قیامِ امن کے لئے، آج کی دنیا میں پہلے سے بھی بہت بڑھ کر، اعلیٰ اخلاق اور با اُصول ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہمیں جہاں بھی اور جب بھی کوئی موقعہ میسر ہو ہم کھل کر اپنے نقطہ نگاہ سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ دنیا کو اس تباہی اور بربادی سے،جس کی طرف دنیا نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہے، بچانے کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ صورت یہ ہے کہ دنیا میں محبت، باہمی ہمدردی، اور بھائی چارہ کے ساتھ رہنے کے طور طریق کو اپنایا جائے۔ سب سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ دنیا اپنے اس خالق و مالک کو پہچان لے جو کہ واحد خدا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ خالق کی پہچان ہمیں اس کی مخلوق سے محبت اور ہمدردی کی طرف لے جاتی ہے۔اور جب یہ جذبہ ہماری زندگیوں کا حصہ بن جاتا ہے تب ہم خدا تعالیٰ کی محبت کے قابل اور

سزاوار ہو جاتے ہیں۔ہم مستقل طور پر باآواز بلند دنیا کو امن کی طرف بلاتے چلے جاتے ہیں۔اس کے پیچھے یہی جذبہ کارفرما ہے کہ ہمارے دل دکھی انسانیت کی تکلیف کے احساس سے تڑپتے ہیں اور یہ کرب کا احساس ہمیں وہ جذبے فراہم کرتا ہے کہ ہم کوشش اور جدوجہد کریں کہ جس سے انسان ان دکھوں سے آزاد ہو کر دنیا میں سکون کی زندگی بسر کرسکے۔ انہی کوششوں کی ایک جھلک ہماری آج کی تقریب بھی آپ کے سامنے پیش کررہی ہے کیونکہ یہ بھی ان کوششوں کا ایک حصہ ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آپ سب تو ان خیالات کے حامی اور ان اعلیٰ اقدار کے خواہاں ہیں اس سلسلہ میں مَیں نے بار بار سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کو توجہ دلائی ہے کہ قیامِ امن کے لئے کوششیں کرنا ازبس ضروری ہے مگر ان تمام کوششوں کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بے چینی اور خلفشار مسلسل بڑھتا اور پھیلتا جارہا ہے۔بعض ملکوں میں شرپسند لوگ مختلف حلقوں اور گروہوں میں ٹکراؤ اور تصادم کی صورتحال پیدا کررہے ہیں۔بعض ممالک میں عوام حکومت سے لڑرہے ہیں اور اس کے برعکس صورتِ حال میں بعض حکمران عوام پر حملہ آور نظر آتے ہیں۔ دہشتگرد عناصر بغاوت اور لاقانونیت کی بھٹی کو اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے بھڑکا رہے ہیں جس کے نتیجہ میں معصوم عورتیں بچے اور بوڑھے ہلاک ہورہے ہیں۔بعض ممالک میں سیاسی جماعتیں اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے میں اپنی ساری طاقت خرچ کررہی ہیں بجائے اس کے کہ آپس میں مل کر ملک وقوم کو بہتری کی راہوں پر گامزن کرنے میں ممد ومعاون ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بعض ممالک اور حکومتیں مستقل طور پر دوسرے ممالک کے قدرتی ذخائر کی طرف للچائی نظروں اور حاسدانہ رویہ کے ساتھ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔جبکہ بڑی طاقتیں اپنے تمام وسائل بروئے کار لاکر، دوسرے تمام عوامل سے قطع نظر دنیا میں اپنا اثر ورسوخ اور تسلط قائم رکھنے پر مصرّ اور مصروف ہیں۔اور اپنے مفادات کے حصول میں کوئی حربہ اور ہتھکنڈہ استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتیں۔ اس صورتِ حال میں ہم دیکھتے ہیں کہ نہ تو جماعتِ احمدیہ اور نہ ہی آپ میں سے اکثر افراد اس امر کی طاقت رکھتے ہیں کہ مثبت تبدیلیوں کو رائج کرسکیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم دنیا میں کوئی عہدہ یا اقتدار نہیں رکھتے۔ بلکہ میں تو یہانتک کہوں گا کہ وہ سیاسی شخصیات جن کے ساتھ ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں، وہ جب ہم سے ملتے ہیں تو یقین دہانی کرواتے ہیں کہ وہ ہمارے خیالات سے مکمل اتفاق رکھتے ہیں، وہ بھی جب بااقتدار حلقوں میں جاتے ہیں تو آواز بلند کرنے کی استطاعت نہیں پاتے۔ یا پھر ان کی آواز کو دبا دیا جاتا ہے اور اُن کے خیالات کو آگے پھیلنے سے روک دیا جاتا ہے۔اس کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں کہ یا تو انہیں اپنی سیاسی جماعت کی اختیار کردہ پالیسی سے ہٹنے کی اجازت

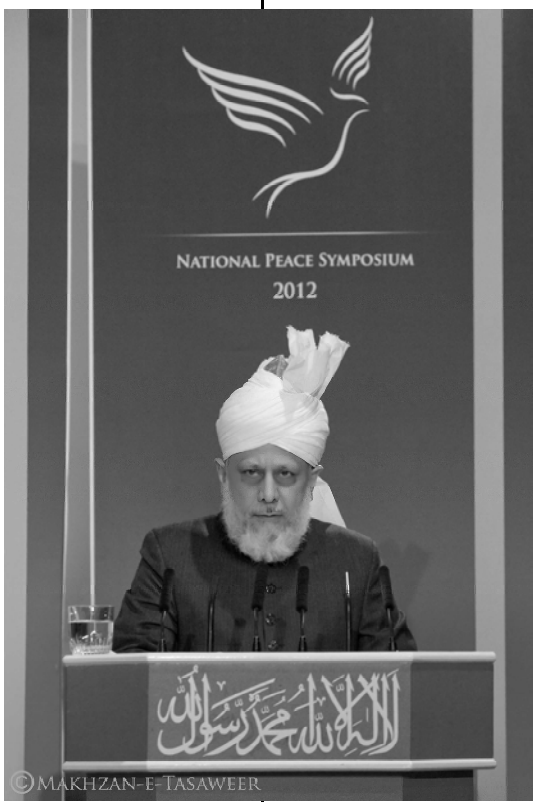

نہیں دی جاتی یا بیرونی دباؤ جو حکومتوں کی طرف سے یا سیاسی جتھوں کی طرف سے درپیش ہوتے ہیں، وہ انہیں کسی بھی پیش رفت سے محروم رکھتے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ بہرحال ہم جو ہر سال اس امن کانفرنس میں شریک ہوتے ہیں بلاشبہ ہماری یہ تمنّا ہے کہ دنیا میں امن کا قیام عمل میں آجائے۔اور ہم اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ باہمی محبت، ہمدردی اور برادرانہ تعلقات کا قیام ہونا چاہئے جو کہ تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے درمیان ہو، تمام قومیتوں اور رنگ و نسل کے لوگوں کے درمیان ہو۔ الغرض دنیا میں بسنے والے تمام لوگوں میں امن و اخوت کا قیام ہو۔افسوس کہ ہمارے پاس نہ تو کوئی طاقت ہے نہ اختیار کہ ہم اپنی ان خواہشات اور اعلیٰ اقدار کو عملی صورت میں تمام دنیا میں قائم کرسکیں۔ ہمارے پاس نہ ایسے کوئی ذرائع ہیں اور نہ وسائل کہ ہم وہ نتائج حاصل کرسکیں جن کی قیامِ امن کے سلسلہ میں ہم تمنا رکھتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ چند سال پہلے اسی ہال میں ہماری امن کانفرنس کے موقع پر جب میں نے تقریر کی تو تفصیل سے اس بات پر روشنی ڈالی کہ دنیا میں قیامِ امن کے لئے کیا ذرائع اور اقدامات کرنے چاہئیں۔ بعد میں ہمارے قابلِ احترام دوست لارڈ ایوبری نے کہا کہ یہ خطاب تو اقوام متحدہ میں سنا جانا چاہئے تھا۔ یہ تو ان کے اپنے اخلاق کی فیاضی اور بلند حوصلگی کی عکاسی ہے۔ بہرحال جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ محض تقاریر کرنا اور ان کا سُن لیا جانا ہرگز کافی نہیں اور اس کے ساتھ امن کا قیام عمل میں نہیں آسکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے مکمل انصاف کا قیام اور کُل انسانیت کو یکساں سلوک مہیا ہونے کی ضرورت ہے۔قرآنِ کریم نے اس بارہ میں بہت واضح ہدایت عطا فرمائی ہے اور ایک اصول عطا فرمایا ہے جو سنہری حروف میں لکھا جانا چاہئے۔ چنانچہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 136 میں اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے ہمیں ایک سنہری اُصول عطا فرمایا گیا ہے۔ جہاں یہ بات وضاحت کے ساتھ بیان ہے کہ انصاف کے تقاضے تمہیں بہرحال پورے کرنے چاہئیں خواہ اس کے لئے تمہیں اپنے آپ کے خلاف یا اپنے والدین یا عزیزوں دوستوں کے خلاف گواہ بننا پڑے۔ یہ سچا انصاف ہے جس میں اپنے ذاتی مفادات سے بالا ہو کر اجتماعی بہبود کے لئے قربانی کرنے کا سبق سکھایا گیا ہے۔اگر ہم اس اصول کو اجتماعی سطح پر رکھ کر جائزہ لیں تو اس سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ غیر منصفانہ تجاویز کو منوانے کے طریق جو قوموں نے اپنائے ہوئے ہیں جن کے پیچھے دولت اور اثر ورسوخ کا دباؤ ہوتا ہے اس وطیرہ کو کلیّۃً ترک کرنا ہوگا۔اس کے بجائے سب ملکوں کے نمائندوں اور سفیروں کو انتہائی مخلصانہ طریق پر آگے بڑھ کر انصاف اور ہر ایک کو یکساں سلوک فراہم کرنے کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ہمیں ہر قسم کے تعصّبات اور ہر نوع کی تفریق کو یکسر مٹانا ہوگا۔ کیونکہ یہی وہ واحد راستہ ہے جس پر چل کر امن کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر ہم اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی یا سیکیورٹی کونسل کی کارروائیوں کا جائزہ لیں تو اکثر ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کی جانے والی تقاریر اور جاری کئے جانے والے بیانات کی بہت تعریفیں کی جاتی ہیں اور داد دی جاتی ہے مگر یہ تعریف بے معنی ہے کیوں کہ اصل فیصلے تو پہلے سے ہی کئے جاچکے ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب فیصلے بڑی طاقتوں کے دباؤ کے تحت انصاف اور حقِ خودارادیت کے تقاضوں کے خلاف کئے جاچکے ہوں تو پھر یہ دھواں دار تقاریر کھوکھلی اور بے معنی ہوجاتی ہیں اور یہ صرف عوام الناس کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے اور دھوکہ دینے والی بات ہے۔ بہرحال اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم عاجز آکر ہاتھ پیر چھوڑ بیٹھیں اور تمام کوششیں ترک کردیں۔اس کے برعکس ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ ہم قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے حکومت کو یاددہانی کرواتے رہیں کہ حالات ہم سے کیا تقاضا کرتے ہے۔ہمیں ان گروہوں اور اداروں کو بھی مضبوط اور مربوط مشورے دیتے رہنا چاہئے جو اس قسم کا نصب العین رکھتے ہیں تاکہ عالمی سطح پر انصاف مہیا ہو اور دنیا میں امن کا قیام ممکن بنایا جاسکے۔صرف اسی صورت میں ہم دنیا کو امن وآشتی کا گہوارہ بنا ہوا دیکھ سکیں گے۔لہٰذا ہم نہ تو اپنی کوششوں کو ترک کرسکتے ہیں اور نہ ہی کسی بھی صورت میں کرنا چاہئے۔ اگر ہم ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنا چھوڑ دیں تو اُس صورت میں ہم بھی ان بے حس لوگوں میں شمار ہوں گے جو اعلیٰ اخلاقی قدروں سے قطعی طور پر عاری ہیں۔ہمیں قیامِ امن کی خاطر خیالات کی تبدیلی اور عمل کے لئے کوششیں جاری رکھنا ہوں گی قطع نظر اس بات کے کہ ہماری آواز سنی جاتی ہے یا کوئی اثر پیدا کرتی ہے یا نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ مجھے ہمیشہ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ بغیر مذہب وملت کی تفریق کے، صرف شرفِ انسانی کو بلند کرنے کی خاطر اس امن کانفرنس میں بھاری تعداد میں لوگ شرکت کرنے کے لئے آتے ہیں تاکہ وہ سنیں اور سیکھیں اور اپنے خیالات کا اظہار بھی کریں کہ کس طرح دنیا میں امن اور باہمی ہمدردی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب تمام

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر201

مکرم دریوش عبدالحکیم صاحب

تعارف اور اسلامی عہدرفتہ کی تلاش

مَیں مراکش سے ہوں، میری عمر اس وقت 36 سال ہے، اور اس وقت مَیں سپین کے ایک شہر ’’لیریدا‘‘ میں رہ رہا ہوں۔ بیعت سے قبل مَیں مراکش میں ہی رہتا تھا اور مالکی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن دینی لحاظ سے میری حالت بہت کمزور تھی۔ بچپن ہی سے ہم نے مسلمانوں کی سابقہ ترقیات کے بارہ میں تو سنا تھا لیکن جب مَیں ہوش کی عمر کو پہنچا تو اس وقت کی مسلمانوں کی حالت کا سابقہ عظمتوں سے معمور زمانے کے ساتھ مقابلہ کرتا اور مجھے یہ جان کر بہت دکھ ہوتا کہ آج مسلمانوں کے پاس اس عہد رفتہ اور عظمتِ گزشتہ میں سے سوائے نام کے اور کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

دینی اختلاف کی بناپر نفرتوں کی دیواریں

80ء کی دہائی میں مراکش میں بہت سی دینی متشدد جماعتیں متحرک ہوگئیں اور باوجود ان جماعتوں کے شدید باہمی اختلاف کے بھی لوگوں نے ان میں شرکت کرنی شروع کردی۔ ان میں سے دو جماعتیں قابلِ ذکر ہیں، ایک کا نام جماعت عدل واحسان جبکہ دوسری کا نام جماعت ہجرہ وتکفیر تھا۔

میری دو خالائیں تھیں ایک کی شادی ایسے شخص سے ہوئی جس کا تعلق جماعت عدل واحسان کے ساتھ تھا جب کہ دوسری کی شادی جماعت ہجرہ وتکفیر کے ایک ممبر سے ہوئی۔ مجھے یاد ہے کہ جب کبھی ہمارا خاندان اکٹھا ہوتا تو ان دینی اختلافات کی وجہ سے میری خالاؤں اور ان کے خاوندوں کے مابین خوب بحث چھڑ جاتی اور بات لڑائی جھگڑے تک جاپہنچتی اور خوب تکفیر بازی کا بازار گرم ہوتا۔ مَیں کم سن تھا لیکن ان حرکات پر کبھی ہنستا اور جب لڑائی شدت اختیار کر جاتی تو ڈر کے مارے کبھی رونے بھی لگتا۔ کچھ عرصہ ایسا ہوتا رہا حتی کہ ان کا آپس میں بول چال بھی بند ہوگیا حتی کہ یہ دینی اختلافات نفرتوں کی دیوار بن کر رشتہ داریوں میں حائل ہوگئے۔

سپین کی طرف ہجرت

مَیں نے مڈل تک تعلیم حاصل کی جس کے بعد مجھے مطالعہ کا شوق تو رہا لیکن پڑھائی چھوڑ کر مَیں نے کام کرنا شروع کردیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے سپین آنے کا موقعہ مل گیا۔ گو مجھے مذہب کے ساتھ تو لگاؤ تھا لیکن خاندان میں فرقہ وارانہ جھگڑوں کی وجہ سے دل کھٹا ہوگیا۔ اس پر جب سپین میں آکر حد سے زیادہ آزادی ملی تو مَیں نے سگریٹ نوشی بھی شروع کردی اور ہر طرح کی شراب نوشی بھی میرا معمول ہوگیا۔ مختصر یہ کہ مَیں دنیا کی لذتوں کا اسیر ہوکر رہ گیا۔ یہ حالت خدا تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر سے کوسوں دور تھی۔

اس لہوولعب کی دنیا میں گم ہونے کے باوجود کبھی کبھار مذہبی گفتگو بھی چھڑ جاتی اور نزول مسیح اور ظہور امام مہدی کی باتیں ہونے لگتیں لیکن اس بارہ میں میرا خیال یہی تھا کہ یہ واقعہ قیامت کے نزدیک رونما ہوگا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان میں سے اکثر علامتوں کو قرب قیامت کی علامات قرار دیا جاتا تھا۔ نیز عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں بھی یہی رائج تھا کہ وہ قیامت سے کچھ عرصہ قبل تشریف لائیں گے۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ ابھی یہ زمانہ بہت دور ہے۔ بہرحال مَیں ان امور کے بارہ میں باتیں کرنے سے کتراتا تھا۔

احمدیت سے تعارف اور بیعت

میری سابقہ دینی حالت تو سطحی سی تھی۔ سپین میں آزادانہ اور لہوولعب کی زندگی نے رہی سہی اس دینی حالت کو بھی تباہ کر کے رکھ دیا۔ ایسی حالت میں مختلف چینلز دیکھتے ہوئے ایک دن میرا تعارف MTA سے ہوگیا، جس پر سب سے پہلے مَیں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصویر دیکھی۔ پھر ایم ٹی اے پر جو دیکھا اور سنا اس نے مجھے مبہوت کر کے رکھ دیا اور مَیں سوچنے لگا کہ امام مہدی کب آئے اور کہاں آئے اور یہ سب کیسے ہوگیا؟ اور ہم اس بات سے اب تک کیوں بے خبر رہے؟ میرے ان تمام سوالات کا جواب مجھے رفتہ رفتہ ایم ٹی اے پر ہی ملنا شروع ہوگیا۔ اس کے بعد میرا جماعت کی عربی ویب سائٹ سے بھی تعارف ہوگیا جس پر موجود کتب اور علوم معارف نے مجھے ایک عجیب عالم سے روشناس کرایا۔ میری ہر طرح سے تسلی ہوگئی اور دل اطمینان سے بھر گیا۔ لہوولعب کی زندگی کی دلدل سے نکل کر مَیں نے خدا تعالیٰ کی طرف سفر شروع کردیا اور جون 2009ء میں بیعت کرلی۔

بیعت کے بعد میرا بارسلونا میں احمدی احباب سے رابطہ ہوگیا جہاں نماز سنٹر میں آنے جانے سے میرا افراد جماعت کے ساتھ تعلق بڑھتا چلا گیا۔ اب اگر مَیں انٹرنیٹ سے جماعتی کتب کا مطالعہ کرتا تو مجھے یہ سوچ کر تسکین نصیب ہوتی کہ مَیں کوئی مفید اور علمی وروحانی ترقی کی طرف راہنمائی کرنے والا مواد پڑھ رہا ہوں۔

ایک قدیم رؤیا

بیعت سے تقریباً دس سال قبل خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک باغ میں آسمان کی طرف دیکھ رہا ہوں اتنے میں آسمان پھٹ جاتا ہے اور یہ نظارہ دیکھ کر بہت مبہوت سا ہوجاتا ہوں لیکن میرے اردگرد کے لوگ اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ مَیں ان کو چیخ چیخ کر کہتا ہوں کہ تمہیں وہ کیوں نظر نہیں آتا جو مَیں دیکھ رہا ہوں؟ اس وقت اس خواب کا مطلب سمجھ نہ آیا لیکن بیعت کے بعد احساس ہوا کہ اس میں احمدیت کی طرف راہنمائی تھی۔ آج قبول احمدیت کے بعد جو حق اور صداقت مجھ پر روشن ہے وہ اس قدر واضح ہے کہ مَیں کئی دفعہ سوچتا ہوں کہ یہ دوسروں کو نظر کیوں نہیں آتا۔

مسجد ’’قباق‘‘

بیعت کے بعد خواب میں دیکھا کہ مَیں ٹی وی کے سامنے بیٹھا مختلف چینل بدل بدل کے دیکھ رہا ہوں یہاں تک کہ ایم ٹی اے لگ جاتا ہے جس پر پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر چل رہا تھا جس میں مصطفیٰ ثابت صاحب، محمد شریف صاحب، تمیم ابو دقہ صاحب، ہانی طاہر صاحب اور محمد طاہر ندیم صاحب بیٹھے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی میرے خالہ زاد بھائی نے اونچی آواز سے کہنا شروع کردیا کہ یہ اصحابِ مسجدِ قباق ہیں۔ اس نے بار بار بلند آواز میں یہ بات اتنی دفعہ دہرائی کہ میری آنکھ کھل گئی۔

مسجد ’’قباق‘‘ کا نام میرے ذہن میں رہ گیا اور اگلے روز مَیں نے انٹرنیٹ پر اس نام کو بہتیرا تلاش کیا لیکن اس نام کا کوئی معقول معنی مجھے نہ ملا۔ یہاں تک کہ ایک روز مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارہ میں ایک پروگرام دیکھ رہا تھا تو اس میں سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد جو پہلی مسجد تعمیر فرمائی وہ مسجد قبا کہلاتی ہے۔ یہ سنتے ہی مجھے میری خواب یاد آگئی اور مجھے سمجھ آگئی کہ دراصل میرے خالہ زاد بھائی نے خواب میں مسجد قبا کہا تھا لیکن چونکہ مَیں نے مسجد قبا کا نام پہلے کبھی نہ سنا تھا اس لئے غلطی سے میرے ذہن میں ’’قبا‘‘ کی بجائے ’’قباق‘‘ کا لفظ رہ گیا تھا۔ اس کے بعد مجھے میری خواب کی یہ تفہیم ہوئی کہ یہی وہ لوگ ہیں جو عرب دنیا میں ایسی صحیح مسجد کی تعمیر کر رہے ہیں جس میں سچے خدا تعالیٰ کی درست طریق پر عبادت ہوگی۔

خلیفۂ وقت سے ملاقات

2011ء میں سپین کی جماعت نے نومبائعین کا ایک وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کے لئے ارسال کیا۔ مَیں اس وفد میں شامل تھا اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ میری زندگی کے حسین ترین ایام تھے جو مَیں نے اس جلسہ کے دوران گزارے، جن میں ایسا روحانی ماحول میسر آیا کہ جس کی لذت کا بیان ممکن نہیں ہے کیونکہ ان ایام میں میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری ہوئی یعنی نہ صرف خلیفۂ وقت سے ملاقات ہوئی بلکہ آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تجدید بیعت کی بھی توفیق ملی۔ یہ میری زندگی کے مسحور کن لمحات تھے۔

بیعت کے بعد تبدیلی

میرے اندر بھی بیعت کے بعد بہت نیک تبدیلی آئی ہے۔ پہلے دین کے ساتھ کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اب روحانی زندگی کا مزا آنا شروع ہوا ہے اور جماعت کی برکات کا احساس شروع ہوا ہے اور نَفْسِ مُطْمَئِنَّہ حاصل ہوا ہے نیز اللہ اور اس کے رسول اور اس کی مخلوق کی محبت کا احساس ہوا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کرنے سے قاصر ہوں۔ مجھے حضور انور سے بہت محبت ہے۔

اہل خانہ کو تبلیغ

بیعت کے کچھ عرصہ کے بعد مَیں مراکش میں اپنے اہل خانہ سے ملنے گیا تو انہیں احمدیت کی تبلیغ کی اور انہیں جماعت کے عقائد اور مضبوط دلائل کے بارہ میں بتایا تو ان میں سے بعض نے تو پہلے پہل تو بڑی حیرانی کا اظہار کیا لیکن ان کے پاس جماعت احمدیہ کے دلائل کا کوئی جواب نہ تھا۔ بعض نے مخالفت کی اور بعض نے پسندیدگی کا اظہار کیا لیکن اس سے آگے بڑھ کر جماعت میں شمولیت یا اس کے بارہ میں سنجیدگی سے تحقیق کرنے جیسی خواہش کا اظہار کسی نے نہ کیا۔

چونکہ مَیں نے مراکش میں قیام کے دوران اپنی والدہ اور دادی جان کے ساتھ سب سے زیادہ وقت گزارا تھا اس لئے ان کو سب سے زیادہ تبلیغ کی توفیق ملی۔ نیز ایم ٹی اے کے ذریعہ مختلف امور کے بارہ میں سن سن کر بالآخر میری والدہ اور دادی جان نے ستمبر 2011ء میں بیعت کرلی۔

تبلیغ کا شوق

خاکسار (طاہر ندیم) عرض کرتا ہے کہ ستمبر 2011ء کو حضور انور کے ارشاد پر خاکسار کو سپین میں موجود مختلف عرب احمدیوں سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ بارسلونا سے ایک دن ہم قریبی شہر ’’لیریدا‘‘ میں دو مخلص احمدیوں مکرم دریوش عبدالحکیم صاحب اور رشید الغردوف صاحب سے ملنے گئے۔ دریوش صاحب اپنے بھائی کے ہوٹل میں کام کرتے تھے اور انہوں نے وہیں پر 15 زیرتبلیغ احباب کو بلایا ہوا تھا جنہیں وہ بڑی حکمت کے ساتھ ذاتی تعلق بنا کر تبلیغ کیا کرتے تھے۔ اور الحمد للہ سب ہی سننے والے اور غور کرنے والے دوست تھے جنہوں نے نہایت معقول سوالات کئے اور جوابات پاکر مزید غور کرنے کا وعدہ کیا۔ ازاں بعد افراد جماعت نے باہر نکل کر جماعت کے تعارف پر مشتمل کچھ لٹریچر تقسیم کیا۔ جب وہاں کے سلفی مولویوں تک یہ بات پہنچی تو ان میں سے ایک نے اس پر شدید برہمی کا اظہار کیا، وہ اس ہوٹل میں بھی آیا اور شاید مسجد میں بھی بات کی یوں بعض نہ جاننے والوں کو بھی جماعت کے بارہ میں کچھ پتہ چل گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تبلیغی کوششوں کو باثمر فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: متی کی انجیل پر ایک نظر از صفحہ نمبر 4

general description of a code while allowed the law of retaliation

اس عبارت میں ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے، کہ لکھا ہے:۔

اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو، تاکہ اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو۔

مسیحی چرچ یسوع کے لئے بیٹے کے الفاظ کو یسوع کی الوہیت کے ثبوت کے طور پر پیش کرتا ہے مگر نئے عہدنامہ میں بہت جگہ انسانوں کے لئے جو خدائی صفات کا مظہر بننے کی کوشش کرتے ہیں خدا کا بیٹا ٹھہرایا گیا ہے۔

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214760	6212515 6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ربوہ)

قسط نمبر10

پہاڑی وعظ میں متی اور لوقا کا باہمی فرق اور اس کی یہ وجہ کہ متی شریعت موسوی کو واجب العمل قرار دیتا ہے جبکہ لوقا اس کو حذف کرنا چاہتا ہے اتنا واضح ہے کہ مسیحی مفسرین بھی اس پر پردہ نہیں ڈال سکے۔

پادری ڈم میلو صاحب اس ظاہر و باہر اختلاف کو حل کرنے کی کوشش میں لکھتے ہیں:۔

This section is appropriate in St. Matthew s Jewish Gospel. St. Luke s sermon, being for gentle readers, has nothing similar, and in his whole gospel there is only one parallel (LK:16:17)

In one aspect Christ attitude to the Law was conservative. He regarded Christianity as continuous with, and in a sense identical with the religion of the law and the Prophets. He could even repeat the current teaching of the rabbis that the law was eternal, and that not a jot or title could be taken from it. He severely rebuked such of his disciples as should presume to despise or undervalue the smallest part of the Old Testament.

تو پادری صاحب آپ صاف اقرار کیوں نہیں کرتے کہ اب آپ Christianity نہیں بلکہ Paulism کو مانتے ہیں۔Peaks Commentary on the Bible کے ایڈیٹر بھی یہ ماننے پر مجبور ہوئے ہیں کہ متی نے یہودی شریعت میں مزید پختگی پیدا کی ہے باب5 کی آیات21 تا 48 پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

In this light the thesis which now follow appear to be examples of the sharpening of the law, its restoration in its ultimate radicality. Here is not a new Law and not a new Moses but a Messianic intensification producing the true righteousness which belongs to the kingdom.

مگر افسوس کے چرچ نے پولوس کی اقتدا میں Law کی Intensification کے بجائے اس پر عمل کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔یہ مسئلہ کہ حضرت مسیح ناصری متی کی انجیل میں پورے زور سے شریعت موسوی کو واجب العمل قرار دیتے ہیں مگر ساتھ ہی چرچ اس کو واجب العمل نہیں سمجھتا مگر حقیقتاً منسوخ قرار دیتا ہے گو لفظاً ایسا نہ کہیں انٹر پریٹر بائبل کے مصنفین کے سامنے بھی آیا ہے گو وہ اس حقیقی اختلاف کا کوئی بھی تسلّی بخش حل پیش نہیں کرسکے۔وہ سمجھتے ہیں:۔

The sayings, like 23: 1-3 seem to teach a complete acceptance of the old religion, while the other in other passages the new and old are sharply contrasted; see, eg. 11:12-13(Luke 16:16) 15:11(Mark 7:15) Luke 13:10-17 Mark 3:1-6.

The same apparent contradiction is found even in the sermon for Jesus sweeps aside the law of the oaths(V.SS.33-37

((قرآن کہتا ہے و لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً)

(حقیقتاً مسیح نے یہاں Law کو sweep aside نہیں کیا بلکہ Oaths کے متعلق وہی تعلیم دی ہے جو Essene فرقہ کے لوگ دیا کرتے تھے جیسا کہ صحائف قمران سے معلوم ہوتا ہے)

Could Jesus have spoken VSS.18-19 if he made radical changes in the Sabbath and purity laws? Scholars are not agreed regarding his attitude to the written and oral law.

اگر یہ مسیحی مفسر اس بارہ میں قرآنی رہنمائی اختیار کرتے تو یہ مسئلہ ان کے لئے آسانی سے حل ہو جاتا۔حضرت مسیح ناصری حضرت موسیٰ کی شریعت پوری طرح عامل تھے اور اس کو اصل الہامی تعلیم مانتے تھے مگر یہودی فقیہوں اور فریسیوں نے جو شریعت ازخود بنالی تھی یا جو موسوی شریعت پر ازخود حاشیئے چڑھا دیئے تھے اس کو سختی سے ردّ کرتے تھے۔

Arthur S. Peake اپنی تفسیر متی باب5 آیت 17 پر لکھتے ہیں:۔

Jesus was never accused of destroying the moral teaching of the prophets and here he deals only with the Law. He declares that his mission is to preserve it by recalling its depth of meaning, by carrying it forward to which it has been designed to bring about the kingdom of god.

یہی ہمارا چرچ سے سوال ہے کہ جب موسوی Law کا اصل مقصد اتنا عظیم تھا تو چرچ نے مسیح کی تعلیم کے خلاف اسی Law پر عمل کیوں چھوڑا اور اس کی تعلیم کو کیوں ناقابل عمل قرار دیا۔

پہاڑی وعظ پر ان چند اصولی باتوں کے بعد ہم اس کی بعض آیات پر تفصیلی نظر ڈالتے ہیں:۔

متی باب5 کی آیت 5 کے الفاظ یہ ہیں:۔

مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں۔کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔

یہ مضمون بعینہٖ وہی ہے جو پرانے عہدنامہ میں زبور باب 37 آیت 11 میں ہے: ۔

حلیم زمین کے وارث ہوں گے۔

متی باب پانچ آیت 9 میں لکھا ہے:۔

مبارک ہے وہ جو صلح کراتے ہیں۔کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔

ہم ان مسیحیوں کی خدمت میں درخواست کریں گے جو کوئی آیت نئے عہدنامہ میں بھی نہیں پاتے جس میں الوہیت مسیح کا ذکر ہو اور وہ یسوع کے لئے خدا کے بیٹے کے الفاظ کو اس کی الوہیت کی دلیل بناتے ہیں۔غور سے پڑھیں اور خوب یاد رکھیں کہ خدا کے بیٹے کے الفاظ پرانے اور نئے عہدنامے میں یسوع کے علاوہ دوسرے انسانوں کے لئے بھی استعمال ہوئے ہیں۔

ہوسیع باب 1 آیت 10 میں بنی اسرائیل کے بارہ میں لکھا ہے کہ

وہ زندہ خدا کے فرزند کہلائیں گے۔

متی باب5 آیت 13 میں حواریوں کو نمک سے تشبیہ دی گئی ہے۔انٹر پریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

The Old Testament and ancient secular writers employ the metaphor of salt to refer to what is most useful.

متی باب 5 آیت نمبر 17 تا 20 کی عبارت قطعی طور پر ثابت کرتی ہے کہ چرچ اور موجودہ مسیحی اس تعلیم کو کلیۃً چھوڑ چکے ہیں جو حضرت مسیح ناصری نے دی تھی۔اس عبارت میں یہودی شریعت پر عمل کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے اور جو شریعت پر عمل نہ کرے یا شریعت کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کو توڑنے کی تعلیم دے وہ خدا کی بادشاہی میں چھوٹا کہلائے گا۔سارے نئے عہدنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری اور آپ کے شاگرد آپ کی زندگی میں پوری طرح یہودی شریعت پر عامل تھے۔

یہ بات مدنظر رکھیں کہ بعض عیسائی پہاڑی وعظ کے اس حصہ سے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا مگر میں کہتا ہوں۔ سے یہ استنباط کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا یسوع نے یہودی شریعت کو منسوخ کیا تھا۔اگر یہ استنباط درست ہے تو ماننا پڑے گا کہ یسوع ایک ہی تقریر میں شریعت کے واجب العمل ہونے کو لازمی قرار دیتے ہیں اور اس تقریر میں یہودی شریعت کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔اگر یہ بات درست ہے (جو قطعاً درست نہیں) تو قرآن مجید کی آیت ہمیں یاد آتی ہے کہ لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔بات یہ ہے کہ جب یسوع نے یہ کہا کہ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا۔مگر میں کہتا ہوں۔ کے الفاظ میں حضرت مسیح نے شریعت کو منسوخ نہیں کیا بلکہ یہودی فقیہوں کی طرز کے مطابق یہودی شریعت کو مزید پختہ کیا ہے اور اس عمل کو یہودی فقہ کی اصطلاح میں سیاج کہتے ہیں۔اگر یہ بات تسلیم نہ کی جائے تو نعوذ باللہ ماننا پڑے گا کہ یسوع نے شریعت کے ان احکام کو منسوخ کردیا ہے کہ

1 ۔خون نہ کرنا، 2 ۔زنا نہ کرنا، 3 ۔طلاق دینے والا بیوی کو طلاق نامہ لکھ دے، 4 ۔جھوٹی قسم نہ کھانا، 5۔اپنے پڑوسی سے محبت رکھ۔

کیونکہ ان سب احکام سے پہلے یہی الفاظ ہیں کہ پہلوں سے کہا گیا تھا اور بعد میں یہ الفاظ ہیں مگر میں کہتا ہوں۔پہاڑی وعظ میں ایک عبارت باب 5 آیت 43 تا 48 میں ہے جو مسیحی کفارہ کے عقیدہ کو یا کم از کم اس بیان کو جو مسیحی منّاد ہندوپاکستان میں کفارہ کے حق میں پیش کرتے ہیں، جڑھ سے اکھیڑ دیتی ہے۔مسیحی کفارہ کے حق میں مسیحی منّاد بالعموم یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ کفارہ کی ضرورت اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ رحم دل ہے اور گناہ گاروں کی سزا کا معاف کرنا چاہتا ہے۔مگر خدا تعالیٰ عادل بھی ہے اور اس کے عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ گناہ کی سزا دی جائے اس لئے جب تک عدل وانصاف کی صفت کا یہ تقاضا پورا نہ کیا جائے کہ مجرم کو سزا ملے۔خدا تعالیٰ بخش نہیں سکتا۔عرف عام میں کہا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ رحم بلا مبادلہ نہیں کرتا یعنی مجرم کو سزا دیئے بغیر معاف نہیں کرسکتا۔اب صفت رحم اور صفت عدل وانصاف کے بظاہر نظر اس تضاد کو خدا تعالیٰ باپ نے اس طرح حل کیا کہ گناہ گاروں کے جرم کی سزا کو یسوع نے صلیب پر جان دے کر اٹھالیا اور اس طرح صفت عدل و انصاف کا تقاضا پورا ہوگیا دوسری طرف خدا تعالیٰ نے یسوع کی صلیبی موت کے ذریعے سزا کے تقاضا کو پورا کرکے ان مجرموں کو جو سزا کے مستحق تھے اپنے رحم کے تقاضا بخش دیا۔کیونکہ اب رحم تو ہوا مگر رحم بلا مبادلہ نہیں ہوا یسوع کی صلیبی موت نے گناہگاروں کی سزا اٹھانے کے ذریعہ مبادلہ مہیا کردیا۔

یہ ہم کسی وقت بیان کریں گے کہ حقیقتاً اسی حل سے تو نہ رحم رہا کیونکہ معصوم اور گناہوں سے پاک بھی سزا پا گیا اور نہ ہی عدل وانصاف رہا کیونکہ عدل وانصاف کا تقاضا تھا کہ مجرم سزا پائے مگر مجرم بچ گیا اور معصوم سزا پا گیا۔

مگر اس وقت ہم متی باب 5 کی آیات 43 تا 48 پر بات کررہے ہیں اور یہ آیات مسیحی کفارہ کے عقیدہ کی اس بنیاد کو جڑھ سے اکھیڑ دیتی ہیں ان آیات میں لکھا ہے:۔

تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو۔تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے۔پس چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے۔

ان آیات میں خدا باپ کے بارہ میں وضاحت سے بیان ہے کہ خدا باپ رحم بلا مبادلہ کرتا ہے وہ بدوں پر بھی سورج چمکاتا ہے اور نیکوں پر بھی۔وہ بدوں پر بھی بارش کی رحمت نازل فرماتا ہے اور نیکوں پر بھی۔اس میں یہ صفات پائی جاتی ہیں اس لئے اگر تم خدا کے بیٹے بننا چاہتے ہو تو اس کی ان صفات کو اپناؤ۔مگر جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کفارہ کے عقیدہ کی بنیاد اس بات پر رکھی جاتی ہے کہ خدا بغیر سزا کے معاف نہیں کرتا کیونکہ یہ اس کے عدل کے خلاف ہے اور جرم کو سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔اس لئے یسوع کو یا خدا نے اپنے بیٹے کو صلیب پر مارا مگر ان آیات میں تو یہ تاکید کی گئی ہے کہ تم اگر خدا باپ کی طرح کامل ہونا چاہتے ہو اور اس کے بیٹے بننا چاہتے ہو تو جس طرح وہ اچھوں سے اور بروں سے نیک سلوک کرتا ہے تم بھی کرو۔گویا خدا باپ میں بروں سے بھی بغیر ان کی برائی کی سزا دیئے رحم کرنے کی صفت موجود ہے۔عیسائی دنیا میں تین بڑے فرقے ہیں اور پھر ان تینوں کی بے شمار شاخیں ہیں اور ان فرقوں کے آپس میں بہت اختلافات ہیں مگر ایک عقیدہ جو بالعموم فرقوں میں مشترک ہے کفارہ کا عقیدہ ہے مگر متی کی یہ آیت اس عقیدہ کو جڑھ سے ختم کرتی ہے۔

ان آیات میں ایک یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔اس عبارت پر یہودی علماء کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کی کتب میں کہیں بھی دشمن سے عداوت کی تعلیم نہیں دی گئی۔اور وہ عیسائی مفسرین بھی جو اپنے مذہب میں پختہ ہیں دبے الفاظ میں اس اعتراض کو ماننے پر مجبور ہوئے ہیں۔

Peaks Commentary on the Bible

از Matthew Blake میں لکھا ہے:۔

Mt. 5:38-41 and 7:12 you shall love your neighbor is found in Law. 19:18 and belongs to the core of Jewish Catechism the negative counterpart about hating ones enemies has puzzled Jewish and Christian scholars alike. It can not be found as a quotation, nor can it be considered as a fair interpretation of Jesish ethics of the time

انٹر پریٹرز بائبل کے ایڈیٹر نے بھی یہی طریق اختیار کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

Jewish commentators correctly point out that the Law never commanded the Jew to hate the enemy but the Old Testament represents many different stages of religious development

پادری ڈم میلو صاحب اسی طرز میں لکھتے ہیں:۔

The maxim Thou shalt love thy neighbor is found in Law .(9:)The words thou shalt hate thine enemy are no where found in Petatuch which indeed contains isolated texts of an opposite tendency, eg. Ex 23:4 Nevertheless, our Lords words are fair

باقی صفحہ نمبر 3 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جلسہ کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں عبادتوں، تبلیغ، تقویٰ اور بہت سے دوسرے مقاصد کی طرف توجہ دلائی ہے، وہاں خاص طور پر بندوں کے حقوق اور اُن میں سے پھر ہمدردیٔ خلق کی طرف خاص طور پر بہت کچھ کہا ہے۔ پس اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

نہ کسی کو اپنی نمازوں پر خوش ہونا چاہئے، نہ کسی کو اپنی جماعتی خدمات پر خوش ہونا چاہیے، نہ کسی کو کوئی خاص عہدہ ملنے پر خوش ہونا چاہئے، نہ کسی کو کسی مالی قربانی پر خوش ہونا چاہئے جب تک کہ عاجزی، انکساری اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی اُس میں نہ ہو۔

ایک احمدی مسلمان سے نہ صرف احمدی مسلمان بلکہ ہر مسلمان، ہر قسم کی ناجائز تکلیف سے محفوظ ہونا چاہئے اور نہ صرف مسلمان بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کا محفوظ رہنا ضروری ہے۔

جماعت کے عہدے دنیاوی مقاصد کے لئے نہیں ہوتے، بلکہ اس جذبے کے تحت ہونے چاہئیں کہ ہم نے ایک پوزیشن میں آکر پہلے سے بڑھ کر افرادِ جماعت کی خدمت کرنی ہے اور اُن سے ہمدردی کرنی ہے اور اُن کی بہتری کی راہیں تلاش کرنی ہیں، اور اُنہیں اپنے ساتھ لے کر چلنا ہے تاکہ جماعت کے مضبوط بندھن قائم ہوں اور جماعت کی ترقی کی رفتار تیز سے تیز تر ہو۔

یہ باتیں جو مَیں کہہ رہا ہوں، صرف جرمنی کے عہدیداران کے لئے نہیں ہیں بلکہ میرے مخاطب تمام دنیا کے جماعتی عہدیداران ہیں۔ انگلستان کے بھی، پاکستان کے بھی، ہندوستان کے بھی اور امریکہ اور کینیڈا کے بھی اور آسٹریلیا اور انڈونیشیا کے بھی اور افریقہ کے بھی۔ اگر ہم میں سے ہر ایک کو اس بات پر یقین ہے کہ جماعت احمدیہ ایک الٰہی جماعت ہے اور یقیناً ہے تو پھر بجائے عہدہ کی خواہش رکھنے کے استغفار کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

اگر ہم نے دنیا میں انقلاب کا ذریعہ بننا ہے تو پھر اپنی زندگیوں میں بھی، اپنی حالتوں میں بھی وہ انقلابی کیفیت طاری کرنی ہوگی جس کی زمانے کے امام نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کی روشنی میں ہم سے توقع کی ہے۔

ان دنوں میں جہاں احمدی اپنی عبادتوں اور ذکرِ الٰہی کے ذریعے سے خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کی کوشش کرے، وہاں ہمدردیٔ خلق اور رنجشوں کو دور کرنے اور اخلاق کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ خلاصۃً خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے اور یہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک دلوں کی کدورتیں اور رنجشیں دور نہ ہوں۔

مکرمہ سیدۃ امۃ اللہ بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی وفات، مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم جون 2012ء بمطابق یکم احسان 1391 ہجری شمسی بمقام کالسروئے (Karlsruhe) جرمنی

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ آج جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اس سال جلسے کی انتظامیہ نے گزشتہ سال کی کمیوں کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ بہتری پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں سب سے پہلے تو آواز تھی۔ آج پتہ لگے گا کہ اس میں کس حد تک بہتری ہوئی ہے؟ کیونکہ گزشتہ سال اس کالسروئے میں اس ہال میں پہلا جلسہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ بعض مشکلات یا کمیاں جو کہ نئی جگہ میں پیدا ہوتی ہیں، ہوئیں اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر انتظامیہ پر بہت زیادہ انگلیاں اُٹھائی جائیں یا اعتراض کیا جائے۔ ہاں ایک صورت میں انتظامیہ قابلِ اعتراض ہوسکتی تھی کہ اگر وہ اپنی غلطیوں اور کمیوں کی طرف توجہ نہ دیتی اور اصلاح کی کوشش نہ کرتی۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا انتظامیہ نے اپنی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے بعض کمیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح گزشتہ سال بعض غلط اندازوں اور نئی جگہ کی وجہ سے جو زیادہ اخراجات ہوگئے تھے، اُن میں بھی کمی کی کوشش کی ہے۔ لیکن ابھی بھی یقیناً اصلاح اور بہتری کی گنجائش موجود ہے جس پر انتظامیہ کو نظر رکھنی چاہئے کہ ترقی کرنے والی قومیں بعض دفعہ اپنے تجربات سے اور بعض دفعہ دوسروں کے تجربات سے فائدہ اُٹھا کر آگے بڑھتی ہیں اور ترقی کرتی ہیں۔ اور ہر اچھا مشورہ اور ہر اچھی چیز اپنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور یہی بات ہمیں ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے کہ ہر اچھی اور حکمت کی بات مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ جہاں سے بھی یہ ملے، اسے لے لو۔

(سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ حدیث: 2687)

کہ اسی میں روحانی اور مادی ترقی کا راز مضمر ہے۔ گزشتہ سال جب مَیں جرمنی آیا تو مَیں نے یہی حدیث برلن کے لارڈ میئر یا جو بھی وہاں صوبے کے بڑے میئر ہیں، گورنر کا ہی درجہ رکھتے ہیں۔ اُن کے سامنے کی تو کہنے لگے کہ اگر تم لوگوں کی تعلیم اور تمہارا عمل یہی ہے تو تم بہت جلد دنیا کو اپنے ساتھ ملا لوگے یا دنیا جیت لوگے۔ کم وبیش اُن کے الفاظ کا یہی مضمون تھا اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ تو ہونا ہے۔

بہر حال اگر ہم ترقی کرنے والی قوم ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر ہمیں اپنی کمزوریوں پر آنکھیں بند نہیں کر لینی چاہئیں بلکہ نظر رکھنی چاہئے اور اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے اور پھر یہی نہیں کہ صرف دنیاوی نظر سے ہم نے دیکھنا ہے بلکہ ہم تو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے جو اس روئے زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشقِ صادق تھے، جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے آئے تھے، جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے آئے تھے۔ پس یہ سب چیزیں تقاضا کرتی ہیں کہ ہم نے ہر چیز کو ہر بات کو تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اور تقویٰ کی نظر سے دیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت اپنے دل میں

پیدا کرنی ہے اور اُس عہدِ بیعت کو نبھانا ہے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کیا ہے۔

پس ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے اپنی تمام تر کمزوریوں کو دور کرنا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی ہے۔ صرف انتظامی کمزوریاں نہیں بلکہ ذاتی کمزوریاں بھی (دُور کرنی ہیں)۔ اور جب اس سوچ کے ساتھ جلسے پر شامل ہونے والا ہر شخص جلسے پر آئے گا، شامل ہوگا، اور ہر مرد اور عورت اپنے خیالات کی، اپنی سوچوں کی یہ بلندی رکھے گی اور اسی طرح انتظامیہ بھی ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے یا یوں کہہ لیں کہ تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے انتظامات کو چلائے گی تو پھر جلسے کی برکات سے شامل ہونے والے بھی اور کارکنان بھی فائدہ اُٹھائیں گے اور من حیث المجموع جماعت کا قدم بھی آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جلسہ کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں عبادتوں، تبلیغ، تقویٰ اور بہت سے دوسرے مقاصد کی طرف توجہ دلائی ہے، وہاں خاص طور پر بندوں کے حقوق اور اُن میں سے پھر ہمدردیٔ خلق کی طرف خاص طور پر بہت کچھ کہا ہے۔ تو دراصل حقیقی رنگ میں ہمدردیٔ خلق کا جذبہ انسان میں پیدا ہو جائے تو حقوق العباد کی ادائیگی خود بخود ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کے بارے میں جب بھی اشتہار دیا اور اعلان فرمایا تو اس پہلو کو خاص طور پر بیان فرمایا۔ آپ نے جہاں خدا تعالیٰ کا خوف، تقویٰ، زہد وغیرہ کی طرف توجہ دلائی وہاں نرم دلی، آپس کی محبت، بھائی چارہ، عاجزی، انکساری کی طرف بھی اُسی شدت سے توجہ دلائی کہ صرف عبادتیں تقویٰ نہیں ہیں، صرف جماعت کی خدمت کر دینا تقویٰ نہیں، صرف اللہ اور رسول سے محبت کا اظہار کر دینا تقویٰ نہیں، صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافتِ احمدیہ سے تعلق تقویٰ نہیں بلکہ تقویٰ تب کامل ہوتا ہے جب ماں باپ کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب خاوندوں اور بچوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب عزیز رشتے داروں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب دوستوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب ہمسایوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب بہن بھائیوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب افرادِ جماعت کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، یہاں تک کہ جب دشمنوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں تب تقویٰ کامل ہوتا ہے۔ اور یہ سب تعلیم قرآنِ کریم میں موجود ہے۔

ہم جلسے میں شامل ہونے آئے ہیں تا کہ اپنی روحانی ترقی کے سامان کریں۔ پس جہاں پر شامل ہونے والا اپنی عبادتوں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کی طرف نظر رکھے، وہاں یہ بھی دیکھے کہ جہاں عبادتوں، نمازوں، دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی طرف آپ توجہ کریں گے، وہاں آپس کی محبت اور تعلق اور ہمدردی کی طرف توجہ کرتے ہوئے اپنے جائزے لیں، ورنہ آپ ایک ایسی جگہ تو آ گئے جہاں لوگوں کا اکٹھ ہے، اجتماع ہے۔ ایسی جگہ تو آپ آ گئے جہاں آپ کے عزیز رشتے دار اور بعض ہم مزاج لوگ آئے ہوئے ہیں۔ ایک ایسی جگہ تو آپ آ گئے جہاں بعض علمی اور شاید تربیتی تقاریر سے آپ حظ بھی اُٹھا لیں۔ آپ اُس سے لطف اندوز بھی ہو جائیں گے لیکن جو مقصد ہے اُسے حاصل کرنے والے نہیں بن سکیں گے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقوق العباد اور خاص طور پر اپنے بھائیوں سے ہمدردی کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔

(انتظامیہ مجھے یہ بھی بتا دے کہ آخر میں آواز کی جو گونج واپس آ رہی ہے تو کیا وہاں لوگوں کو آواز پہنچ بھی رہی ہے کہ نہیں؟ چیک کر کے بتائیں)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ایک مرتبہ بعض حالات اور ایک حصہ جماعت کے رویے کی وجہ سے جلسہ سالانہ ملتوی فرمایا تو فرمایا:

’’مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہدِ توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور اُنہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے۔ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 361 اشتہار ’’التوائے جلسہ 27 دسمبر 1893ء‘‘ اشتہار نمبر 117 مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’مَیں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا! یہ کیا حال ہے؟ یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے؟ نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اُس سے بلندی چاہتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جبتک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے‘‘۔ آپ نے فرمایا: ’’جب تک خدا تعالیٰ ہماری جماعت میں اپنے خاص فضل سے کچھ مادّہ رفق اور نرمی اور ہمدردی اور جفاکشی کا پیدا نہ کرے، تب تک یہ جلسہ قرینِ مصلحت معلوم نہیں ہوتا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 362-361 اشتہار ’’التوائے جلسہ 27 دسمبر 1893ء‘‘ اشتہار نمبر 117 مطبوعہ ربوہ)

پس دیکھیں افرادِ جماعت کے آپس کے پیار، محبت اور ہمدردی اور ایک دوسرے کی خاطر قربانی کے جذبات اور احساسات نہ ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس قدر دُکھ، رنج اور تکلیف کا اظہار فرما رہے ہیں اور سزا کے طور پر جلسہ بھی ملتوی فرما دیا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ انتظامات کی کمی اور وسائل کی کمی کی وجہ سے جلسہ نہ کروایا، حالانکہ اس کے پیچھے ہمدردی کی کمی اور بعض لوگوں کی طرف سے اپنے بھائیوں کے لئے تکبر کا وہ اظہار ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شدید تکلیف میں مبتلا کر دیا۔

مجھے یاد ہے کہ چند سال پہلے مَیں نے یہاں جرمنی میں ایک ہنگامی شوریٰ بلائی تھی تو وہاں جب جلسے کے معاملات پیش ہوئے تو ایک صاحب نے جو بات کی اُس سے مجھے تأثر ملا کہ شاید اُن کے خیال میں یا اور لوگوں کے خیال میں بھی ایک سال جلسہ کا التواء یا نہ ہونا وسائل کی کمی کی وجہ سے تھا حالانکہ یہ وسائل کی کمی ایک ضمنی چیز تھی، اصل چیز وہ دُکھ تھا جو ایک دوسرے کے لئے ہمدردی کا جذبہ نہ رکھنے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا تھا۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک دوسرے کے لئے ہمدردی کے جذبات نہ رکھنا، ایک دوسرے کی عزت اور احترام نہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ہر احمدی کو جب وہ دوسرے کے حقوق ادا نہیں کر رہا ہوتا یا کسی سے ہمدردی کے جذبات نہیں رکھتا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرے کو سامنے رکھنا چاہئے کہ میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے؟ یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے؟

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا اس جلسے کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا نہیں بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بھی پاک تبدیلی پیدا کرنا ہے اور یہ ضروری ہے۔

آپ نے بڑے دُکھ سے فرمایا کہ: ’’نماز پڑھتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ نماز کیا شئے ہے؟ جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے، صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے‘‘۔ (فضول خواہش ہے، بات ہے)۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 364 اشتہار ’’التوائے جلسہ 27 دسمبر 1893ء‘‘ اشتہار نمبر 117 مطبوعہ ربوہ)

پس نہ کسی کو اپنی نمازوں پر خوش ہونا چاہئے۔ نہ کسی کو اپنی جماعتی خدمات پر خوش ہونا چاہئے۔ نہ کسی کو کوئی خاص عہدہ ملنے پر خوش ہونا چاہئے۔ نہ کسی کو کسی مالی قربانی پر خوش ہونا چاہئے جبتک کہ عاجزی، انکساری اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی اُس میں نہ ہو۔ اور جب حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کے جذبات ایک انسان میں موجزن ہوتے ہیں تو پھر وہ حقیقی تقویٰ پر قدم مار رہا ہوتا ہے اور حقیقی تقویٰ پر چلنے والا پھر کسی نیکی پر خوش نہیں ہوتا۔ اُس میں فخر نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس کی خشیت اُس میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ہر نیکی کرنے کے بعد یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ پتہ نہیں یہ نیکی خدا تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ بھی پاتی ہے کہ نہیں۔ پس حقیقی نیکیاں تقویٰ پیدا کرتی ہیں اور تقویٰ انسان میں عاجزی اور انکساری پیدا کرتا ہے۔ اور یہی چیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانے میں ہم میں پیدا کرنے آئے ہیں۔ دوسروں کے لئے ہمدردی کے جذبات رکھنے کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگا لیں کہ شرائطِ بیعت جو ایک احمدی کے حقیقی احمدی مسلمان کہلانے کے لئے بنیادی چیز ہے، اس کی چوتھی شرط میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے، نہ کسی اور طرح سے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول 159 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘ اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

پس ایک احمدی مسلمان سے نہ صرف احمدی مسلمان بلکہ ہر مسلمان، ہر قسم کی ناجائز تکلیف سے محفوظ ہونا چاہئے اور نہ صرف مسلمان بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کا محفوظ رہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے۔ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ تکلیف پہنچانے کی برائی سے وہ پاک ہوتے ہیں تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ پھر اُس نے بھی نیکی کے اعلیٰ معیار کو پا لیا۔ مومن کا تو ہر قدم آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور بڑھنا چاہئے، ورنہ تقویٰ اور ایمان میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرائطِ بیعت کی نویں شرط میں فرمایا کہ:

’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چلتا ہے، اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 160 اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘ اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

پس حقیقی نیکی اُس وقت ہوگی جب اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوگی اور اس رضا کے حصول کے لئے اپنی

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

تمام تر طاقتوں اور استعدادوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی میں ایک شخص استعمال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے بڑھ کر انسان ہے جو اشرف المخلوقات ہے۔ پس حقیقی انسان اُس وقت بنتا ہے جب حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہو۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی طرف توجہ دے۔

مَیں پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ غیروں کو، غیر مسلموں کو جو انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں تو مَیں اُن کے سامنے اسلام کی یہ خوبی رکھتا ہوں کہ تمہارا جو دنیاوی نظام ہے، بعض حقوق کا تعین کر کے یہ کہتا ہے کہ یہ ہمارے حقوق ہیں اور یہ ہمیں دو ورنہ طاقت کا استعمال ہوگا۔ جبکہ اسلام کہتا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہو تو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اُن حقوق کو بیان فرما دیا جو ایک انسان کو دوسرے انسان کے ادا کرنے چاہئیں۔ پس یہ فرق ہے دنیاوی نظاموں میں اور خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام میں۔ دنیاوی نظام اکثر اوقات حقوق حاصل کرنے کی باتیں کرتا ہے۔ اس کے لئے بعض اوقات ناجائز طریق بھی استعمال کئے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ مومنوں کو کہتا ہے کہ اگر حقیقی مومن ہو، اگر میری رضا کے طلبگار ہو تو نہ صرف یہ کہ کسی مطالبے پر حقوق ادا کرو بلکہ حقوق کی ادائیگی پر نظر رکھ کر حقوق ادا کرو۔ اور انصاف سے کام لیتے ہوئے یہ حقوق ادا کرو۔ انسانی ہمدردی کے جذبے سے یہ حقوق ادا کرو۔

اب دیکھیں اگر یہ جذبہ ہمدردی ہر احمدی میں پیدا ہو جائے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے وہ حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ جماعت میں جھگڑوں اور مسائل کا سامنا ہو۔ نظامِ جماعت کے سامنے مسائل پیدا کئے جائیں۔ خلیفۂ وقت کا بہت سا وقت جو ایسے مسائل کو نپٹانے، یا مہینہ میں کم از کم سینکڑوں خطوط اس نوعیت کے پڑھنے اور اُن کا جواب دینے یا اُنہیں متعلقہ شعبے کو مارک کرنے میں خرچ ہوتا ہے وہ کسی اور تعمیری کام میں خرچ ہو جائے جو جماعت کے لئے مفید بھی ہو۔ خلیفہ وقت کے پاس جب ایسے معاملات آتے ہیں تو اُس نے تو ایسے معاملات کو بہرحال دیکھنا ہی ہے۔ انتظامی بہتری کے لئے بھی دیکھنا ہے۔ اصلاح کے لئے بھی اور ہمدردی کے جذبے کے تحت بھی کہ کہیں کوئی احمدی خودغرضی میں پڑ کر اپنے حقوق کی فکر کر کے اور دوسرے کے حقوق مار کر ابتلاء میں نہ پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب نہ بن جائے یا کسی ظلم اور زیادتی کا نشانہ کوئی مظلوم نہ بن جائے۔

بعض مرتبہ ایسے معاملات بھی ہوتے ہیں کہ لوگ فیصلہ کو مانتے نہیں۔ جماعتی فیصلہ یا خلیفہ وقت کے فیصلہ کو مانتے نہیں ہیں۔ مشورے کو مانتے نہیں ہیں۔ سمجھانے پر راضی نہیں ہوتے۔ ہٹ دھرمی اور ضد دکھاتے ہیں۔ اُن کو پھر سختی سے جواب دینا پڑتا ہے۔ اور میں بعض اوقات ایسے لوگوں کو جواب دیتا ہوں کہ پھر ٹھیک ہے، اگر تم یہ فیصلہ ماننے کو تیار نہیں تو پھر جماعت بھی تمہارے معاملات سے کوئی تعلق نہیں رکھے گی یا بعض دفعہ سختی بھی کی جاتی ہے اور سزا بھی دی جاتی ہے لیکن جذبہ ہمدردی ایسے لوگوں کے لئے دعا پر بھی مجبور کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور یہ دنیاوی معاملات کی وجہ سے دین کو پس پشت ڈال کر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ ’’ناجائز تکلیف نہیں دے گا‘‘ اس سے یہی مراد ہے کہ بعض اوقات معاملات میں دوسرے کو تکلیف تو پہنچ سکتی ہے اور وہ جائز ہوتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس کا ایک تو مطلب یہی ہے کہ جان بوجھ کر اور ارادۃً کسی کو تکلیف نہیں پہنچانی اور یہی ایک مومن کی شان ہے کہ کبھی ارادۃً کسی کی تکلیف کا باعث نہ بنے اور کبھی بننا بھی نہیں چاہئے۔ دوسرے یہ کہ بعض اوقات بامر مجبوری بعض ایسے اقدام جو نظامِ جماعت کو یا خلیفۂ وقت کو کرنے پڑتے ہیں جو دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں لیکن یہ تکلیف اصلاح کی غرض سے ہوتی ہے۔ یہ تکلیف اصلاح کی غرض سے دی جاتی ہے اور یہ ناجائز نہیں ہوتی۔ لیکن اس صورت میں بھی ہمدردی کے جذبہ کے تحت جس کو کسی سزا یا تکلیف سے گزرنا پڑ رہا ہو اُس کے لئے دعا ضرور کرنی چاہئے۔ اور خلیفہ وقت کو تو سب سے زیادہ ایسے حالات سے گزرنا پڑتا ہے جہاں وہ یہ دیکھتا ہے کہ کہیں مجھ سے کسی کو تکلیف تو نہیں پہنچ رہی، کہیں میں جان بوجھ کر جتنی بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے صلاحیت دی ہے اُس کے مطابق کسی سے بے انصافی کا باعث تو نہیں بن رہا۔ میرے کسی عمل سے کسی کے گھر کا ناجائز طور پر سکون تو برباد نہیں ہو رہا؟ اور پھر یہی نہیں بلکہ یہ بھی کہ ایسا طریق اختیار کیا جائے کہ اُس سے ہمدردی کا اظہار ہو، اُس کی بہتری کے سامان کئے جائیں، اس کی اصلاح کی صورت ہو۔ یہ انصاف اور ہمدردی کے تقاضے ہیں جو خلیفہ وقت نے پورے کرنے ہوتے ہیں اور ظاہری اسباب کو سامنے رکھتے ہوئے خلیفہ وقت کا کام ہے کہ یہ تقاضے پورے کرے۔ اور پھر جو نظامِ جماعت ہے، جو عہدیدار ہیں، جو خلیفۂ وقت کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں، اُن کا کام ہے کہ اس انصاف اور ہمدردی کے جذبے سے اپنے کام سرانجام دیں۔ جو ایسا نہیں کرتے، جان بوجھ کر اپنی ذمہ داری کا حق ادا نہیں کرتے، وہ امانت میں خیانت کرنے والے ہیں اور یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور پوچھے جائیں گے۔

پس عہدیداران کے لئے بھی بڑے خوف کا مقام ہے۔ جماعت کے عہدے دنیاوی مقاصد کے لئے نہیں ہوتے، بلکہ اس جذبے کے تحت ہونے چاہئیں کہ ہم نے ایک پوزیشن میں آ کر پہلے سے بڑھ کر افرادِ جماعت کی خدمت کرنی ہے اور اُن سے ہمدردی کرنی ہے اور اُن کی بہتری کی راہیں تلاش کرنی ہیں اور اُنہیں اپنے ساتھ لے کر چلنا ہے تاکہ جماعت کے مضبوط بندھن قائم ہوں اور جماعت کی ترقی کی رفتار تیز سے تیز تر ہو۔ پس یہ ہمدردی کا جذبہ ہر عہدیدار میں پیدا ہونا چاہئے۔ ہر جماعتی کارکن میں پیدا ہونا چاہئے۔

جب عہدیداران کے اپنے نمونے قائم ہوں گے تو پھر ہی عہدیدار بھی اپنی خدمات کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 362 اشتہار ’’التوائے جلسہ 27 دسمبر 1893ء‘‘ اشتہار نمبر 117 مطبوعہ ربوہ)

یعنی قوم کے خادم بنیں گے تو پھر بزرگی اور سرداری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ۔

(کنزالعمال فی سنن الاقوال وا لافعال الجزء السادس صفحہ 302 کتاب السفر من قسم الأقوال الفصل الثانی فی آداب السفر،الوداع حدیث:17513 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2004ء)

کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ حدیثیں پڑھنے، سنانے اور سننے کا فائدہ تبھی ہے جب اُن پر عمل کرنے کی بھی پوری کوشش ہو۔ عہدیداروں کو اپنا کردار بہرحال بہت بلند رکھنا چاہئے۔ لوگ باتیں بھی کرتے ہیں لیکن ایک عہدیدار کا کام ہے کہ حوصلے سے کام لے اور کبھی ایسے شخص کے لئے بھی اپنے جذبۂ ہمدردی کو نہ مرنے دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول 362 اشتہار ’’التوائے جلسہ 27 دسمبر 1893ء‘‘ اشتہار نمبر 117 مطبوعہ ربوہ)

اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی بھی وضاحت ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے غصہ کو قابو میں رکھے‘‘۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب حدیث:6114)

غصہ قابو میں ہو تبھی انصاف کے تقاضے بھی پورے ہوتے ہیں اور تبھی ہمدردی کے ساتھ فیصلے بھی ہوتے ہیں۔ پس یہ معیار ہے جو ہمارے عہدیداران کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

یہ باتیں جو مَیں کہہ رہا ہوں، صرف جرمنی کے عہدیداران کے لئے نہیں ہیں بلکہ میرے مخاطب تمام دنیا کے جماعتی عہدیداران ہیں۔ انگلستان کے بھی، پاکستان کے بھی، ہندوستان کے بھی اور امریکہ اور کینیڈا کے بھی اور آسٹریلیا اور انڈونیشیا کے بھی اور افریقہ کے بھی۔ یہ وضاحت میں اس لئے کر رہا ہوں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جہاں خطبہ دیا جا رہا ہے وہیں کے لوگوں کی ایسی حالت ہے۔ جبکہ جیسا عام خطبات میں جماعت کا ہر فرد مخاطب ہوتا ہے اسی طرح اگر کسی مخصوص طبقے کے بارے میں بات ہے تو وہ دنیا میں جہاں بھی ہیں وہ سب مخاطب ہیں۔ کیونکہ اب اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے ذریعے سے بھی خلیفہ وقت کو اپنی بات پہنچانے کا ایک آسان ذریعہ مہیا فرما دیا ہے اور یہ سہولت مہیا فرما دی ہے۔ اس لئے مختلف جگہوں پر مختلف باتیں ہوتی رہتی ہیں اور مخاطب تمام دنیا کی جماعتیں ہوتی ہیں۔ ہاں یہ یقیناً اُس ملک کی سعادت ہے۔ اگر میں جرمنی میں مخاطب ہوں تو جرمنی والوں کی سعادت ہے یا اُن لوگوں کی سعادت ہے جو میرے سامنے بیٹھے ہوں اور براہ راست بات سُن رہے ہوں اور وہ اپنے آپ کو سب سے پہلا مخاطب سمجھیں۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو شرائطِ بیعت میں نے پڑھی ہیں وہ کسی خاص طبقے کے لئے نہیں یا کسی مخصوص قسم کے لوگوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ ہر احمدی ان کا مخاطب ہے۔ ہر وہ شخص مخاطب ہے جو اپنے آپ کو نظامِ جماعت سے منسلک سمجھتا ہے۔ مَیں نے وضاحت کی خاطر عہدیداروں کے بارے میں بتایا ہے کیونکہ اُن کو جماعت کے سامنے نمونہ ہونا چاہئے۔ اس لئے ان کو اپنی حالتوں کا دوسروں سے بڑھ کر جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ پس یہ کوئی محدود حکم یا شرط نہیں ہے بلکہ افرادِ جماعت کے لئے، سب کے لئے ضروری ہے۔ پس ہمیشہ ان شرائط کے الفاظ پر غور کرتے ہوئے اس کا پابند رہنے کی کوشش کریں۔ اس کے کیا معیار ہونے چاہئیں؟ اس کی مَیں مزید وضاحت کر دیتا ہوں۔

جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے کہ چوتھی شرط میں ایک احمدی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ کبھی بھی کسی کو اپنے ہاتھ سے یا زبان سے تکلیف نہیں دینی۔ یہ معیار انسان تبھی حاصل کر سکتا ہے جب تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ دل اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے پُر ہو۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں حسد نہ کرو۔ آپس میں نہ جھگڑو۔ آپس میں بُغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے دشمنیاں نہ رکھو۔ اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا۔ اُسے ذلیل نہیں کرتا اور اُسے حقیر نہیں جانتا۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ’’تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے‘‘۔ فرمایا ’’کسی آدمی کے شر کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے‘‘۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب تحریم ظلم المسلم و خذلہ.... حدیث:6541)

آج آپ دنیا پر نظر دوڑا کر دیکھ لیں۔ جو ظلم ہو رہے ہیں، جو حقوق غصب کئے جا رہے ہیں، جو مسلمان مسلمان کی گردنیں کاٹ رہے ہیں، جو ظلم و بربریت کے بازار ہمیں ہر طرف گرم ہوتے نظر آتے ہیں، اُن کی بنیاد یہی حسد ہے اور تقویٰ میں کمی ہے۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے اور انتہا پسندی سے بچے ہوئے ہیں۔ لیکن چھوٹے پیمانے پر ہمارے گھروں میں بھی، ہمارے ماحول میں بھی یہ بیماریاں موجود ہیں جن کا حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک حقیقت پسندی سے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے جائزے لے تو خود اُسے نظر آ جائے گا کہ میں آپ کو یہ غلط باتیں نہیں کہہ رہا۔ بھائیوں بھائیوں میں حسد کی بنیاد پر رنجشیں ہیں۔ افرادِ جماعت میں حسد کی بنیاد پر رنجشیں ہیں۔ عورتوں میں حسد کی بنیاد پر رنجشیں ہیں۔ اس بات پر حسد شروع ہو جاتی ہے کہ فلاں کو فلاں خدمت کیوں سپرد ہو گئی ہے؟ میرے سپرد کیوں نہیں ہوئی؟ اگر ہم میں سے ہر ایک کو اس بات پر یقین ہے کہ جماعت احمدیہ ایک الٰہی جماعت ہے اور یقیناً ہے تو پھر بجائے عہدہ کی خواہش رکھنے کے استغفار کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ اگر کسی وقت بھی میرے سپرد یہ خدمت ہوئی تو میں اس کو احسن رنگ میں سرانجام دے سکوں۔ عہدہ کی خواہش رکھنے والے کے بارے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص کو پھر عہدہ ہی نہ دو۔

(صحیح بخاری کتاب الأحکام باب مایکرہ من الحرص علی الامارۃ حدیث:7149)

اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ امانتوں کی حفاظت کرو تم اس بارے میں پوچھے جاؤ گے۔ عہدے اور جماعتی خدمت بھی امانتیں ہیں۔ اگر انسان کے دل میں تقویٰ ہو تو وہ ہر وقت خوفزدہ رہے کہ جو خدمت میرے سپرد ہے اُس کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے میری جواب طلبی ہو گی اور کسی بندے کے سامنے جواب طلبی نہیں ہو گی جس کو باتوں میں چرا کر دھوکہ دیا جا سکتا ہو بلکہ اُس عالم الغیب، علیم و خبیر خدا کے سامنے جواب دہی ہو گی جس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں، جسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

پس اگر یہ بات سب عہدیدار بھی سامنے رکھیں اور عہدوں کی خواہش رکھنے والے بھی سامنے رکھیں تو نفسانی خواہشات کے بجائے تقویٰ کی طرف قدم آگے بڑھیں گے۔ پھر یہ تقویٰ کی کمی ہے جو معمولی باتوں پر رنجشوں کو بڑھاتی ہے اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ یہ منصوبہ بندی ہو رہی ہوتی ہے کہ فلاں کو دُکھ کس طرح پہنچایا جائے۔ فلاں کو نظامِ جماعت اور خلیفۂ وقت کے سامنے کس طرح گھٹیا اور ذلیل ثابت کیا جائے یا کم تر ثابت کیا جائے یا اُس کی کوئی کمزوری اُس کے سامنے لائی جائے۔ یہاں تک کہ مجالس میں اُس کے بیوی بچوں کو کس طرح ذلیل کرنے کی کوشش کی جائے۔ پورا خاندان بعض دفعہ اس میں involve ہو جاتا ہے۔

پس کجا تو اس شرط پر بیعت ہو رہی ہے کہ نہ صرف یہ کہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا بلکہ ہمدردی کے راستے تلاش کروں گا۔ فائدہ پہنچانے کی ترکیبیں سوچوں گا اور کجا یہ عمل ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا، اس معیار کو حاصل کرنے کے لئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ان دنوں میں اپنے یہ جائزے لیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دن اس راہ کے لئے مہیا فرمائے ہیں۔ مَیں یہ سب باتیں کسی مفروضے پر بنیاد کر کے نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت میں ایسے معاملے سامنے آتے ہیں جو میرے لئے پریشانی کا موجب ہوتے ہیں، شدید شرمندگی کا باعث بنتے ہیں کہ میں تو دنیا کو یہ بتاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جو حقوق کی ادائیگی کی راہیں تلاش کرتی ہے۔ اُس مسیح موعود کو ماننے والی ہے جو تقویٰ کی باریک راہوں پر چلانے کے لئے اس زمانے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا اور ہمارے بعض افراد کی کیا حالت ہے۔ اُن کو دیکھ کر غیر کیا کہیں گے کہ تمہارے دعوے کیا ہیں اور تمہارے لوگوں کے عمل کیا ہیں؟ پس اگر ہم نے دنیا میں انقلاب کا ذریعہ بننا ہے تو پھر اپنی زندگیوں میں بھی، اپنی حالتوں میں بھی وہ انقلابی کیفیت طاری کرنی ہو گی جس کی زمانے کے امام نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کی روشنی میں ہم سے توقع کی ہے۔

پھر اس حدیث میں ایک نصیحت (باقیوں کو میں چھوڑتا ہوں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ فرمائی ہے کہ ’’ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو‘‘۔ اس کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ سودے کو خراب کرنے کے لئے، اپنے دلی بُغض اور کینے کا اظہار کرنے کے لئے سودا بگاڑنے کی کوشش نہ کرو۔ اپنے بہتر وسائل اور ذرائع کی وجہ سے سودا خراب کرنے کی نیت سے کسی چیز کی زیادہ قیمت نہ لگا لو۔ بلکہ اس ارشاد میں بڑی وسعت ہے۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ مثلاً کسی نے ایک جگہ رشتہ کیا ہے۔ وہ بات چل رہی ہوتی ہے تو اُس پر اور رشتہ لے کر دوسرا فریق پہنچ جاتا ہے۔ ایک تو اگر علم میں ہو تو رشتے پر رشتہ کسی احمدی کو نہیں بھیجنا چاہئے، نہ لڑکی والے کو لے جانا چاہئے، نہ لڑکے والوں کو۔ دوسرے جس لڑکی اور لڑکے کے رشتے کی بات چل رہی ہے اُنہیں بھی اور اُن کے گھر والوں کو بھی پہلے آئے ہوئے رشتے کے بارے میں دعا کر کے فیصلہ کرنا چاہئے اور بعد میں آنے والے رشتے کو سوچنا بھی نہیں چاہئے، سوائے اس کے کہ دعاؤں کے بعد پہلے رشتے کی دل میں تسلی نہ ہو۔ پھر بعض دفعہ یہ صورتحال بھی بنتی ہے کہ ایک لڑکی کا رشتہ کسی لڑکے سے آیا ہے اور لڑکے یا اُس لڑکی کے گھر والوں سے کسی تیسرے شخص کو رنجش ہے تو لڑکی کے گھر والوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں کہ اُس میں فلاں فلاں نقص ہے اور اس سے بہتر رشتہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں، اس کا انکار کر دو۔ اور وہ بہتر رشتہ کبھی پھر بتایا ہی نہیں جاتا۔ اور یوں حسد، کینے، بغض اور تقویٰ میں کمی کی وجہ سے دو گھروں کو برباد کیا جاتا ہے۔ پھر بعض دفعہ لڑکی والوں اور لڑکی کو بدنام کرنے کے لئے اس طرح کے حربے استعمال کئے جاتے ہیں اور بیچاری لڑکیوں کو بدنامی کے داغ لگائے جاتے ہیں اور یہ سب حسد کا نتیجہ ہے۔ گویا ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ لڑکیوں پر الزام تراشی کی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے رسول کے اس حکم پر عمل کریں کہ اپنے دلوں کو تقویٰ سے پُر کرو۔ ہر معاملے میں تقویٰ کا اظہار اور استعمال کرو اور تقویٰ کا معیار تمہارے لئے وہ اسوہ حسنہ ہے جس کے بارے میں قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ نے تمہیں بتا دیا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب: 22)۔ یقیناً تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں اسوہ حسنہ ہے۔ آپ نے صرف مومن کی یہی تعریف نہیں کی کہ اُس کے شر سے مسلمان محفوظ رہے بلکہ فرمایا مومن وہ ہے جس سے دوسرے تمام انسان امن میں رہیں۔ اور آپ وہ ہستی تھے جو ہمدردئ خلق میں بھی اپنے نمونے کے لحاظ سے انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ شفقت اور رأفت میں بھی آپ انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ اور کوئی خُلق ایسا نہ تھا جس کی انتہائی حدود کو بھی آپ نے نہ پا لیا ہو۔ پس آج جب ہم اپنے آپ میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں تو ان نمونوں کی جگالی کرنے کی ضرورت ہے۔ اُن نصائح کو سننے کی ضرورت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونے اور آپ کے حوالے سے ہم تک پہنچیں۔ آپؐ نے فرمایا ’’دین خیر خواہی کا نام ہے۔ جب عرض کیا گیا کس کی خیر خواہی؟ تو آپؐ نے فرمایا اللہ، اُس کی کتاب، اُس کے رسول، مسلمان ائمہ اور اُن کے عوام الناس کی خیر خواہی‘‘۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان أن الدین النصیحۃ حدیث:196)

پس ایک حقیقی مومن کے لئے کوئی راہِ فرار نہیں ہے۔ عوام الناس کی خیر خواہی کے مقام کو بھی اُس مقام تک پہنچا دیا جس کی ادائیگی کے بغیر نہ خدا تعالیٰ کا حق ادا ہو سکتا ہے، نہ اُس کی کتاب کا حق ادا ہو سکتا ہے، نہ اُس کے رسول کا حق ادا ہو سکتا ہے۔ اس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیان فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حقیقی تقویٰ صرف ایک قسم کی نیکی سے حاصل نہیں ہوتا جبتک کہ تمام قسم کی نیکیوں کو بجا لانے کی کوشش نہ ہو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 680۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر دیکھیں ہمارے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کے حصول کے لئے عاجزی کی انتہائی حدوں کو پہنچی ہوئی دعا۔ وہ نبی جو ہر وقت اپنی جان کو دشمنوں کے لئے بھی ہمدردی کے جذبے کے تحت ہلکان کر رہا تھا، جس کا رُواں رُواں اپنوں کے لئے سراپا رحمت و شفقت تھا، اپنے رب کے حضور عاجزی اور بیقراری سے یہ دعا کرتا ہے کہ اے میرے اللہ! مَیں بُرے اخلاق اور برے اعمال سے اور بری خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات۔ باب دعاء امّ سلمۃؓ)

پس یہ وہ تقویٰ ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا کہ وہ یہاں ہے اور یہ وہ کامل اسوہ ہے جس کی پیروی کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ پس ہمیں کس قدر اس دعا کی ضرورت ہے۔ کس قدر اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ کس قدر ہمیں اپنے گریبان میں جھانک کر شرمندہ ہونے کی ضرورت ہے۔

پھر آپؐ فرماتے ہیں ’’جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور تکلیف کو دور کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی بے چینی اور تکلیفوں کو اُس سے دور کر دے گا اور جس نے کسی تنگدست کو آرام پہنچایا اور اُس کے لئے آسانی مہیا کی، اللہ تعالیٰ آخرت میں اُس کے لئے آسانیاں مہیا کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس بندے کی مدد کے لئے تیار رہتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کے لئے تیار ہو‘‘۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر حدیث:6853)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

پس کون ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میں قیامت کے دن تمام قسم کی بے چینیوں سے پاک رہوں گا۔ کون ہے جو اپنے عمل پر نازاں ہو کہ میں نے بہت نیک اعمال کو کما لیا ہے، بہت نیک عمل کر لئے ہیں۔ پس یہ دنیا تو بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہر دم، ہر لحظہ اس فکر میں ایک مومن کو رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے رستے پر چلتے ہوئے نیکیوں کی توفیق پاؤں۔ پتہ نہیں کونسی چیز مجھے خدا تعالیٰ کے قریب کر دے۔ میری بخشش کا سامان کر دے۔ کتنا پیارا ہمارا خدا ہے اور کتنا پیارا ہمارا رسول ہے جس نے ہر عمل کے بارے میں کھول کر بتا دیا۔ کسی عمل کو بھی کم اہمیت نہیں دی۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں وہ جو اپنے خدا کو راضی کرنے اور اپنی عاقبت کو سنوارنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں تا کہ خدا تعالیٰ اُن کی بے چینیوں کو دور فرمائے، تا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوسرے سے ہمدردی اور شفقت کے بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ''نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کیے جاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے''۔ (ملفوظات جلد4 صفحہ 438-439۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

(یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ خبر گیری کی جائے، اُن کا تو مذاق اُڑایا جاتا ہے، ٹھٹھے کیے جاتے ہیں۔)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اُسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جبتک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 216-217۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام کی خوبی بیان کرتے ہوئے، مسلمانوں کی خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف نے جس قدر والدین اور اولاد اور دیگر اقارب اور مساکین کے حقوق بیان کئے ہیں مَیں نہیں خیال کرتا کہ وہ حقوق کسی اور کتاب میں لکھے گئے ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (سورۃ النساء:37) تم خدا کی پرستش کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھہراؤ، اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور اُن سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں۔ (اس فقرہ میں اولاد اور بھائی اور قریب اور دور کے تمام رشتے دار آ گئے) اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور جو ایسے ہمسایہ ہوں جو قرابت والے بھی ہوں اور ایسے ہمسایہ ہوں جو محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیق بھی جو کسی کام میں شریک ہوں یا کسی سفر میں شریک ہوں یا نماز میں شریک ہوں یا علمِ دین حاصل کرنے میں شریک ہوں اور وہ لوگ جو مسافر ہیں اور وہ تمام جاندار جو تمہارے قبضہ میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا ہو، جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا''۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 208-209)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں: ''اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو وہ اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔...... بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو''۔
(کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 صفحہ 11-12)

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کے افراد کے لئے تعلیم اور دلی کیفیت کا اظہار ہے تا کہ نہ صرف یہ کہ دنیا کے سامنے ایک پاک نمونہ قائم کرنے والے ہوں بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے والے بھی بن جائیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمان خدا رحم کرے گا۔ تم اہلِ زمین پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

(سنن الترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی رحمۃ المسلمین حدیث:1924)

پس جب ہم اللہ تعالیٰ کا رحم مانگتے ہیں، اُس سے اُس کی رحمت کے تمام چیزوں پر حاوی ہونے کا واسطہ دے کر اُس سے دعا مانگتے ہیں تو پھر ہمیں اپنی ہمدردیٔ خلق کے جذبے کو بھی پہلے سے بڑھ کر دکھانا ہوگا، اُس میں بھی وسعت دینی ہوگی۔

پس ان دنوں میں جہاں احمدی اپنی عبادتوں اور ذکرِ الٰہی کے ذریعے سے خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کی کوشش کرے، وہاں ہمدردیٔ خلق اور رنجشوں کو دور کرنے اور اخلاق کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ خلاصۃً خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک دلوں کی کدورتیں اور رنجشیں دور نہ ہوں۔ اصل ہمدردیٔ خلق کا جذبہ تو وہیں ظاہر ہوتا ہے جہاں ہر ایک سے بلا امتیاز اور بلا تخصیص ہمدردی کا جذبہ ہو اور یہی ہمدردی کا جذبہ پھر ایک دوسرے کے لئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ اور پھر آپس کی دعاؤں سے تقویٰ کا قیام عمل میں آتا ہے۔ دلوں اور روحوں کی پاکیزگی کے سامان ہوتے ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی کے نئے معیار قائم ہوتے ہیں۔ پس جس بات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے عہدِ بیعت لیا ہے، یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ یہ ہماری حالتوں میں انقلاب لانے کے لئے بھی بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بھی ضروری ہے اور معاشرے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلانے اور انقلاب لانے کے لئے بھی ضروری ہے۔ پس ان دنوں میں اس جذبے کو بڑھانے اور بڑھاتے چلے جانے کی کوشش کریں۔ اور دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ ہم میں سے ہر ایک جلسہ کی برکات کو سمیٹنے والا ہو۔ ہماری نسلیں بھی احمدیت کے ساتھ مضبوطی سے جڑی رہیں اور ایک روحانی انقلاب اپنی حالتوں میں پیدا کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان دنوں میں اور آئندہ بھی ہمیشہ جماعت کو، جماعت کے افراد کو دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

ہمدردی کے جذبے کے تحت یہ بھی دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ اُس تباہی سے دنیا کو بچا لے جس کی طرف یہ بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ مسلم اُمّت کے اور مسلمان حکومتوں کے لئے بھی دعائیں کریں یہ بھی آجکل بڑے ابتلا میں آئی ہوئی ہیں اور اپنے جائزے لینے کی کوشش نہیں کرتیں کہ کس وجہ سے یہ ابتلا میں آئی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح ایک دو اور باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ نمازوں کی طرف بھی خاص توجہ ان دنوں میں رکھیں۔ صبح فجر کی نماز میں مَیں نے دیکھا تھا لوگ یہاں ہال میں سوئے ہوئے تھے اور نماز بھی ہو گئی تو سوئے رہے تھے۔ حالانکہ تہجد بھی یہاں پڑھی گئی تھی، پھر نماز بھی پڑھی گئی لیکن اُن میں سے بعض جوان بھی تھے، سوئے ہوئے تھے۔ اگر کوئی بیمار بھی ہے تو نماز پڑھنا تو بہر حال ضروری ہے۔ اُٹھ کے نماز پڑھیں اور پھر سوئیں۔ لیکن یہ نمونہ آئندہ یہاں ہال میں قائم نہیں ہونا چاہئے۔ انتظامیہ کو بھی یہ دیکھنا چاہئے۔ شعبہ تربیت جو ہے اُن کو ہر ایک کو جگانا چاہئے۔

اسی طرح مَیں نے کل کارکنان کو کہا تھا، سب کو کہتا ہوں کہ سیکیورٹی پر نظر رکھنا۔ یہ نہ سمجھیں کہ ہم ایک ہال میں بند ہیں تو بڑے اچھے سیکیورٹی کے انتظامات ہیں۔ بیشک ہیں لیکن تب بھی ہر ایک کو اپنے ماحول پر دائیں بائیں نظر رکھنی چاہئے۔ کسی قسم کی شرارت سے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو محفوظ رکھے۔

دوسرے اب جمعہ کے بعد، نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ سیدہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ کا ہے جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی بیٹی تھیں، جن کی کل بانوے سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ حضرت سیدہ چھوٹی آپا ام متین صاحبہ سے چھوٹی تھیں۔ دوسرے نمبر پر تھیں اور میٹرک کی تعلیم کے بعد دینیات کلاس پاس کی۔ یہ مکرم پیر صلاح الدین صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں جو حکومت نے ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر رہے یا بہر حال بڑے سرکاری عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے تھے۔ 1943ء سے لے کر 44ء تک ملتان کی لجنہ کی صدر کے طور پر خدمات کی توفیق ملی۔ پارٹیشن کے فوراً بعد راولپنڈی میں سیکرٹری مال اور دیگر جماعتی عہدوں پر فائز رہیں۔ 1971ء میں آپ کو اپنے خاوند کے ساتھ حج کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اور ان کی یہ خوبی جو ہر ایک نے ان کے بارے میں لکھی ہے، وہ یہ تھی کہ گو انہوں نے بعض حادثات بھی دیکھے۔ ایک جوان بیٹے کی موت بھی ہوئی۔ خاوند کی موت کے بعد جوان بیٹے کے ساتھ رہتی تھیں کہ اچانک اُس کی وفات ہو گئی۔ لیکن ہمیشہ صبر سے کام لیا۔ انہوں نے کبھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ بہت دعا گو اور عبادت گزار تھیں۔ بچوں کو اکثر یہ نصیحت کرتی تھیں کہ عبادت کی طرف توجہ کرو اور نماز کو نہ چھوڑو۔ صدقہ خیرات بہت کرتی تھیں۔ بعض خواتین کے با قاعدہ وظیفے لگائے ہوئے تھے۔ اسی طرح مطالعہ کا بھی بڑا شوق تھا۔ صلہ رحمی اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک میں بے مثال تھیں۔ اپنے خاندان کے ساتھ، سسرال کے ساتھ جن میں سے بہت سے غیر احمدی تھے، بہت عزت سے پیش آتی تھیں۔ سسرال والے بھی آپ کی نصائح اور باتوں کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ اسی طرح قرآنِ کریم پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ جہاں بھی آپ رہی ہیں وہاں قرآنِ کریم بچوں کو پڑھایا کرتی تھیں۔ قرآنِ کریم پڑھانے سے قبل پوری تیاری کیا کرتی تھیں۔ اُس کے نوٹس لیا کرتی تھیں اور اپنے بچوں کو اکثر تکبر سے بچنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ جو رشتہ دار کم تعلیم یافتہ ہیں ان کے بارے میں کہا کرتی تھیں کہ ان کے ساتھ بھی تکبر سے پیش نہ آؤ۔ اور فرماتی تھیں کہ بوریا نشینوں کے ساتھ بوریا نشین ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رکھے، جماعت سے وابستہ رکھے اور نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

امیر صاحب کی رپورٹ کے مطابق تو آواز اچھی رہی۔ لجنہ میں بھی اچھی رہی اور مَردوں میں بھی بہت اچھی رہی لیکن پتہ نہیں echo کیوں واپس آ رہی تھی۔ دوبارہ میرے الفاظ واپس آ رہے تھے۔ بہر حال اگر اچھی رہی تو الحمد للہ اور اگر بہتری کی ضرورت ہے تو مزید بہتری کریں۔

بقیہ: امن کانفرنس میں خطاب از صفحہ نمبر 2

انسانی کوششیں بیکار ہو جاتی ہیں، سب حیلے جاتے رہتے ہیں اس وقت خدا تعالیٰ دنیا کا خالق و مالک اپنی قدرت کی تجلی ظاہر فرماتا ہے اور انسانوں کی تقدیر کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ خدا تعالیٰ کی تجلی کا ظہور ہو اور انسان حکمِ خدا کے سامنے مجبور ہو کر جھکا دیا جائے اور تمام حقوق کی ادائیگی مجبور ہو کر کروائی جائے۔ بہت بہتر ہو کہ دنیا کے باسی اپنی مرضی اور خود اختیاری کے ساتھ ان ضروری امور کی پیروی کی طرف متوجہ ہو جائیں کیونکہ جب خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا ظہور ہوتا ہے تو پھر انسانوں کو نہایت خوفناک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آج کی دنیا میں ایک شدید قہری تجلی کا ظہور جنگِ عظیم کی صورت میں ظاہر ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قسم کی جنگ اور اس کی تباہ کاریاں صرف اس جنگ تک محدود نہیں رہیں گی اور صرف اس وقت کے لوگوں تک اثر انداز نہیں ہوں گی بلکہ اس کے ہولناک اثرات اور تباہ کاریاں کئی نسلوں تک کو تکلیفوں میں ڈال دیں گی۔ جو ہتھیار اس وقت انسانوں کے ہاتھ میں ہیں ان کی تباہ کاری سے انسانوں کی کئی نسلیں بیمار اور معذور پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ جاپان وہ واحد ملک ہے جس نے اس وقت تک ایٹمی حملہ کا نشانہ بننے کی صعوبت اٹھائی اور ہولناک نتائج سے دوچار ہونا پڑا جب جنگِ عظیم دوم میں اس پر ایٹم بم گرایا گیا تھا۔ آج بھی جب آپ جاپان جائیں اور وہاں کے باشندوں سے ملیں تو آپ دیکھیں گے کہ جنگ کے بارہ میں ایک کرب، خوف اور شدید نفرت کا جذبہ ان کی آنکھوں سے جھلکتا نظر آتا ہے۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ وہ ایٹم بم جو اُس وقت جاپان پر گرائے گئے تھے اور انہوں نے شدید ہولناک نتائج پیدا کئے تھے، وہ ان سے بھی کم طاقت کے حامل تھے جو ایٹمی ہتھیار اس وقت بعض چھوٹے چھوٹے ممالک کو مہیا ہو چکے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ سات نسلیں گزر جانے کے بعد بھی بعض نوزائیدہ بچے ایٹمی تباہ کاری کے اثرات سے معذوریاں لے کر پیدا ہوتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو گولی ماردی جائے تو ہو سکتا ہے کہ طبی امداد مہیا ہونے پر اس کی جان بچائی جاسکے۔ مگر ایٹمی جنگ میں صورتحال مختلف ہو جاتی ہے۔ جو براہِ راست اس کی زد میں ہوں وہ یا تو آناً فاناً ہلاک ہو جائیں گے یا برفانی مجسموں کی طرح منجمد ہو جائیں گے یا انسان اس طرح جھلس جائیں گے کہ کھالیں گل جائیں گی۔ پینے کا پانی، خوراک کی اجناس اور تمام سبزیاں ترکاریاں ایٹمی تابکاری سے ناقابلِ استعمال ہو جائیں گی۔ ان ہولناک اثرات سے جو بیماریاں پیدا ہوں گی ان کا تو صرف ایک تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ ان جگہوں پر جہاں براہِ راست حملہ نہیں ہوگا وہاں فضائی بخارات اور اثرات کے ذریعہ بیماریوں کا تناسب بہت بڑھ جائے گا اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔

حضور نے فرمایا: جیسا میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ اس قسم کی جنگ کے ساتھ جو تباہی اور بربادی ہوگی اسکے اثرات صرف اس جنگ تک محدود نہیں رہیں گے اور نہ ہی اس کے بعد کے عرصہ تک بلکہ وہ خوفناک اثرات نسلاً بعد نسلٍ چلتے چلے جائیں گے۔ اس قسم کی جنگوں سے پیدا ہونے والے خدشات دراصل ٹھوس حقائق کے غماز ہیں۔ مگر بعض خودغرض اور فہم نہ رکھنے والے لوگ اپنی ایجادات پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہماری یہ ایجادات دنیا کے لئے تحفہ ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایٹمی طاقت دنیا کے لئے بہت خطرناک نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ جس کی وجہ نافہمی کے نتیجہ میں غلط استعمال یا حادثات ہو سکتے ہیں۔ حادثہ کے نتیجہ میں اس قسم کی تباہ کاری چرنوبل (Chernobyl) ukraine میں ہم 1986ء میں دیکھ چکے ہیں۔ اور حال ہی میں گزشتہ سال جاپان میں جب سمندری طوفان طغیانی سیلاب کی صورت میں آیا تھا تو وہاں ایٹمی توانائی کے مراکز میں حادثات کے خدشات سے تمام جاپانی قوم ہراساں تھی۔ جب اس قسم کے حادثات ہوں تو اُن علاقوں میں انسانوں کی ازسرِ نو آبادکاری بھی بہت ہی مشکل کام بن جاتی ہے۔ جاپانی قوم کو اِس سلسلہ میں منفرد حیثیت حاصل ہے اور جس ہولناک نتیجہ کو اُنہیں سہنا پڑا تھا اُس کے باعث اُن کا خوف و ہراس بہرصورت بجا ہے۔ مانا کہ یہ بات درست ہے کہ جنگوں میں تو بہرحال لوگ مرتے ہی ہیں اور جب جاپانی حکومت نے جنگِ عظیم دوم میں شمولیت کی تھی تو وہاں کی حکومت اور عوام کو یہ علم تھا کہ اِس کے نتیجہ میں بہت سی جانیں تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ تین ملین (تیس لاکھ) افراد کی جانیں اس جنگ میں ضائع ہوئیں جو کہ مُلک کی آبادی کا چار فیصد حصہ تھا۔ جبکہ دوسرے کئی ممالک میں جو جانیں تلف ہوئیں اُن کا تناسب اِس سے کہیں زیادہ تھا۔ اس کے باوجود جنگ سے جو نفرت اور کراہت جاپانی قوم میں پائی جاتی ہے وہ دوسری قوموں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ اِس کی واضح وجہ یہ ہے کہ وہ جو دو ایٹم بم جنگِ عظیم دوم کے دوران اُن پر گرائے گئے تھے اُن کے ہولناک نتائج آج بھی انہیں برداشت کرنے پڑ رہے ہیں اور انہیں روزمرہ زندگی میں ان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جاپانی قوم نے اپنے عظیم ہونے کا ثبوت اس حقیقت سے دیا ہے کہ بہت کم عرصہ میں انہوں نے اپنے شہروں کو ازسرِ نو آباد کر لیا ہے۔

©MAKHZAN-E-TASAWEER

حضور نے فرمایا کہ اِس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ آج اگر دوبارہ ایٹمی ہتھیار استعمال کئے گئے تو بعض ممالک پورے کے پورے صفحۂ ہستی سے مِٹ جائیں گے۔ ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ بہت محتاط اندازوں کے مطابق جنگِ عظیم دوم میں باسٹھ ملین (62,000,000) افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ان ضائع ہونے والی جانوں میں سے چالیس ملین (40,000,000) عام شہری تھے۔ اس تجزیہ سے ظاہر ہے کہ معصوم شہری جو مارے گئے ان کی تعداد مرنے والے فوجیوں سے بہت زیادہ تھی۔ شدید دردناک اور ہولناک تباہی انسانیت کو دیکھنی پڑی باوجود اس کے کہ سوائے جاپان کے باقی تمام ممالک میں جنگ کے دوران ایٹمی ہتھیار استعمال نہیں ہوئے۔ صرف برطانیہ میں ہی پانچ لاکھ افراد کی جانیں ضائع ہوئیں۔ یاد رہے کہ اُس وقت برطانیہ کی حکومت دنیا کے بہت سے ممالک پر قائم تھی، اس وجہ سے وہ تمام ممالک برطانیہ کی طرف سے لڑتے رہے۔ اگر اُن کے مرنے والوں کی تعداد کو بھی شامل کیا جائے تو یہ تعداد کروڑوں میں جا پہنچتی ہے۔ صرف ہندوستانی باشندے جن کی جانیں تلف ہوئیں ان کا شمار کیا جائے تو بتایا جاتا ہے کہ 1.6 ملین (یعنی: سولہ لاکھ) افراد ہلاک ہو گئے۔ اب تو صورتحال بدل چکی ہے اور وہی ممالک جو برطانوی حکومت کا حصہ بنائے جا چکے تھے وہ اب آزاد حکومتیں بن چکے ہیں۔ اب جنگ ہوئی تو ہو سکتا ہے وہ برطانیہ کے ہی خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ مزید برآں یہ کہ جیسا میں نے پہلے بھی کہا ہے بعض چھوٹے ممالک نے بھی ایٹمی ہتھیار حاصل کر لئے ہیں۔ اس صورتحال میں شدید خوف کا مقام یہ ہے کہ وہ مہلک ہتھیار کچھ ایسے لوگوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں جو اس بات کے اہل نہ ہوں کہ وہ سمجھ سکیں کہ ان ہتھیاروں کے استعمال کرنے کی صورت میں جو سنگین اور تباہ کن صورتحال پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اُسکے خوفناک نتائج کیا ہوں گے یا اپنی خودسری کی بنا پر وہ تمام نتائج سے لاپرواہ رہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ دھماکے کرنے والے یہ لوگ آنے والے مصائب اور خدشات سے قطعی طور پر بے بہرہ اور لاپرواہ ہیں۔

حضورِ انور نے بڑی طاقتوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر طاقتور قومیں دوسروں سے انصاف نہیں کریں گی، چھوٹی قوموں کے مایوس کن حالات کا حل نہیں سوچیں گی، وسعتِ قلبی کے مظہر اور دانشمندی کے حامل رویے اختیار نہیں کریں گی تو صورتحال بگڑتے بگڑتے تمام حدیں پھلانگ کر سب کے اختیار سے باہر ہو جائے گی۔ اور اندیشہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو تباہی دنیا پر وارد ہوگی وہ ہر انسان کے تصور اور تخیل سے بھی بڑھ کر خوفناک اور مہلک ہوگی۔ دنیا کے زیادہ تر باسی جو امن کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں وہ معصوم بھی اس عالمگیر تباہی کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: میری یہ دلی خواہش اور تمنا ہے کہ دنیا کے تمام بڑے ممالک کے رہنما ان درپیش مسائل کی حقیقت کو سمجھ جائیں اور بجائے حریفانہ طاقت کے مظاہرہ کے اور بزورِ بازو مجبور کر کے نیچا دکھاتے ہوئے خودغرضی کے ساتھ چھین جھپٹ کر وسائل کے حصول پر اطمینان محسوس کرنے کے، وہ کوشش کریں کہ اُن کے رویے اور لائحہ عمل ایسے ہوں جو انصاف کے قیام میں ممد و معاون بنیں تا کہ سب اقوام کو یکساں انصاف مہیا ہو۔

حضور انور نے حاضرین کو بتایا کہ حال ہی میں ایک بہت اعلیٰ عہدہ پر فائز روسی فوج کے کمانڈر نے ایک بیان میں بہت واضح الفاظ میں ایٹمی جنگ کے سنگین خطرہ کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ جنگ ایشیا میں نہیں بلکہ یورپ کی سرحدوں پر ہوگی اور اس کی شروعات کے شعلے مشرقی یورپ سے اٹھنے والی چنگاریوں سے بھڑکیں گے۔ حضور نے فرمایا بعض لوگ اس بارہ میں کہیں گے کہ یہ تو اُن صاحب کا ذاتی خیال ہے مگر حضور نے فرمایا میں ان کے اس خیال کو بعید از قیاس قرار نہیں دوں گا۔ بلکہ مزید برآں یہ کہوں گا کہ اگر یہ جنگ چھڑی تو اس خدشہ کے وسیع آثار ہیں کہ ایشیائی ممالک بھی اس میں ملوث ہو جائیں گے۔

حضور انور نے ایک حالیہ رپورٹ کے بارہ میں فرمایا کہ اخبارات نے اس بیان کی بہت تشہیر کی ہے جو حال ہی میں اسرائیلی ایجنسی موساد سے ریٹائر ہونے والے ان کے افسر اعلیٰ نے امریکن ٹیلی ویژن کے چینل CBS کو انٹرویو دیتے ہوئے دیا تھا۔ اس بیان میں انہوں نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسرائیلی حکومت ایران پر حملہ کرنا چاہتی ہے مگر اس جنگ کا خاتمہ کیسے اور کہاں جا کر ہو اس کا اندازہ کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر انہوں نے کہا کہ میں پُرزور طریق پر اس قسم کے حملہ کی مخالفت کرتا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا اور میرا اس ضمن میں خیال یہ ہے کہ اس قسم کا حملہ ایٹمی تباہی پر منتج ہوگا۔

حضور انور نے ایک اور حالیہ اشاعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مضمون کے لکھنے والے مبصر نے تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دنیا کو اس وقت بھی عین اسی قسم کے حالات کا سامنا ہے جو حالات 1932ء میں درپیش تھے۔ معاشی میدان میں بھی اور سیاست میں بھی۔ تجزیہ نگار کا کہنا ہے کہ کئی ایک ممالک میں، اِس وقت بھی بالکل اُسی طرح عوام کو اپنے سیاسی نمائندوں اور حکومت پر کسی قسم کا اعتماد یا اعتبار نہیں رہا۔ بہت سے عوامل عکسی تصویر کی طرح ہر ہر جائزہ میں وہی حالات سامنے لاتے دکھائی دیتے ہیں جن کی وجہ سے دوسری جنگِ عظیم چھڑ گئی تھی۔

حضور نے فرمایا: بعض لوگ اس تجزیہ نگار سے اتفاق نہیں کریں گے مگر میں خود اس خیال سے متفق ہوں اور اس وجہ سے یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کی حکومتوں کو نہایت تشویش اور فکر سے دنیا کی اس بگڑتی ہوئی صورتحال کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح اسلامی ممالک میں بھی جہاں بھی غیر منصفانہ حکومتیں قائم ہیں، وہاں حکمران محض اپنی ذاتی طاقت کو ہر قیمت پر قائم رکھنے کے لئے کسی بھی کاروائی سے گریز نہیں کرتے۔ انہیں بھی ہوش کرنی چاہئے ورنہ وہ اپنی بیوقوفی سے نہ صرف اپنی حکومت کا قلع قمع کر لیں گے بلکہ اپنی پوری قوم کو تباہ و برباد کرنے کا باعث بن جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم ممبرانِ جماعت احمدیہ حتی الوسع ان کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ دنیا کو اور انسانیت کو تباہی سے بچایا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے وقت کے امام کی آواز پر لبیک کہا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں اللہ تبارک تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح آخر الزماں بنا کر دنیا میں بھیجا ہے اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی حیثیت سے دنیا میں سلامتی پھیلانے کے لئے آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محسنِ انسانیت ہیں اور آپ حسن و احسان کو ہی پھیلانے کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ کیونکہ ہم اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر دل و جان سے عمل پیرا ہیں اس لئے ہمیں دنیا کی پریشان کن حالت پر دلی تکلیف پہنچتی ہے۔ یہ تکلیف ہی اس کا باعث بنتی ہے کہ ہم تکلیف اٹھا کر بھی ہر طرح کوشش کرتے ہیں کہ دنیا کے دکھوں کا ازالہ کر سکیں اور دنیا کو تباہی سے بچا سکیں۔ اس وجہ سے میں اور سب احمدی کوشش کرتے ہیں کہ دنیا میں قیامِ امن کے لئے اپنی ذمہ داریاں حتی المقدور ادا کرتے رہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ایک طریق جس سے میں دنیا میں قیامِ امن کی کوشش کر رہا ہوں وہ اہم رہنماؤں کو اس سمت میں توجہ دلانا ہے۔ چند ماہ پہلے میں نے پوپ کی خدمت میں اس موضوع کی طرف توجہ دلانے کے لئے خط لکھا تھا اور ایک احمدی نمائندہ کے ذریعہ دستی بھجوایا تھا۔ اس خط میں مَیں نے پوپ کو توجہ دلائی تھی کہ وہ دنیا کے سب سے بڑی تعداد میں مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے

رہنما ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور انہیں دنیا میں قیامِ امن کے لئے نمایاں ہو کر میدانِ عمل میں آنا چاہئے۔اسی طرح حال ہی میں جب یہ بات بہت زیادہ شدت سے منظرِ عام پر آتی رہی ہے کہ ایران اور اسرائیل میں حالات مزید سے مزید کشیدہ ہوتے ہوئے سخت خطرناک ہوتے جارہے ہیں تو میں نے اسرائیل کے وزیراعظم بن یامین نیتھن یاہُو اور ایران کے صدر احمدی نژاد کو خطوط لکھے ہیں جس میں مَیں نے دونوں رہنماؤں کو توجہ دلائی ہے کہ ساری انسانیت کی خاطر انہیں خطرات سے بے پرواہ ہو کر اور جلد بازی کے ساتھ جذباتی فیصلے نہیں کرنے چاہئیں۔ چند روز پہلے میں نے امریکہ کے صدر بارک اوباما اور کینیڈا کے وزیراعظم اسٹیون ہارپر کو بھی خط لکھے ہیں اور انہیں زور دے کر کہا ہے کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کو ممکن بنانے کے لئے بھرپور کردار ادا کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو باحسن ادا کریں۔ اسی طرح میں مزید بین الاقوامی رہنماؤں کو مستقبل میں خط لکھنے اور اس موضوع پر تنبیہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

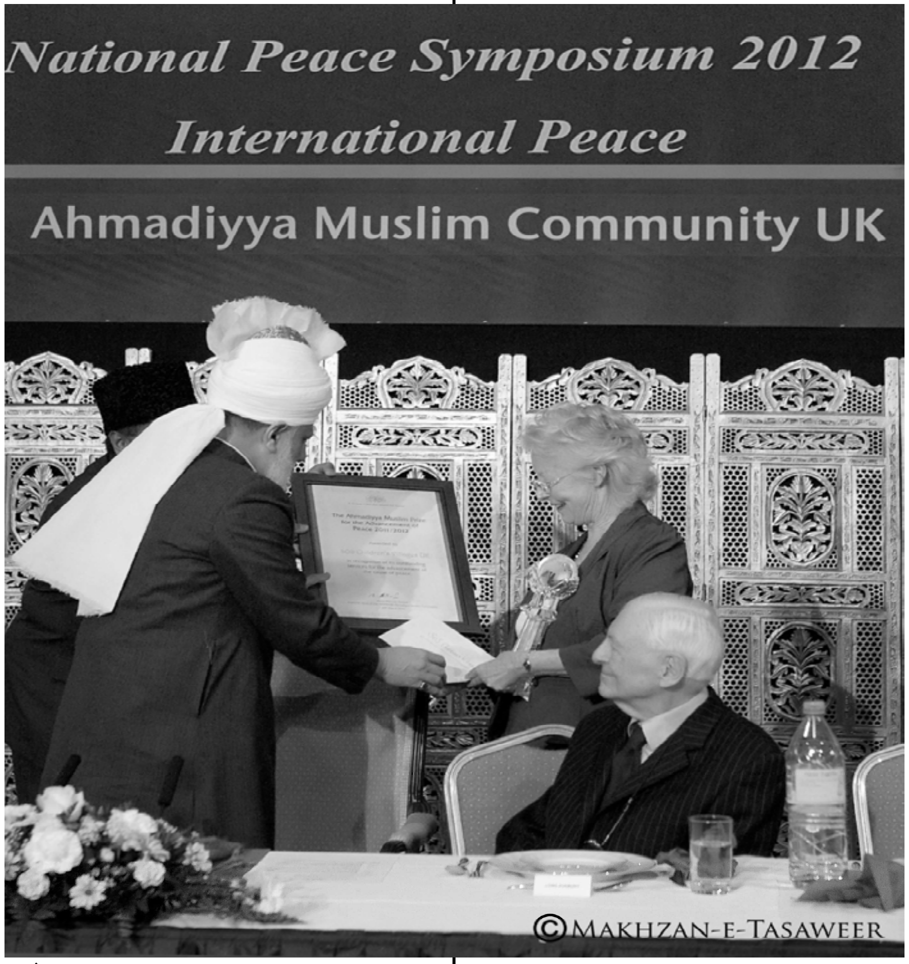

حضور نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ میرے خطوط کو کوئی اہمیت دیں گے یا نہیں، مگر اُن کا رَدِّ عمل جو بھی ہو میں نے خلیفۂ وقت ہونے اور لاکھوں احمدیوں کے روحانی پیشوا کی حیثیت سے احمدیوں کے احساسات اور جذبات کی نمائندگی کرتے ہوئے دنیا کے شدید خوفناک حالات کے بارہ میں تنبیہ کر دی ہے۔

حضور نے فرمایا: یہاں مَیں یہ بات بھی واضح کردوں کہ میں کسی ذاتی خوف کی وجہ سے ان جذبات کا اظہار نہیں کر رہا بلکہ اس کی وجہ انسانیت کے ساتھ سچی اور گہری ہمدردی ہے۔ یہ دلی ہمدردی تمام سچے مسلمانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد ہی حسن و احسان اور رحم کی تعلیم کو عام کرنا تھا۔

حضور نے فرمایا: غالباً آپ مہمانوں کو تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہوگی کہ انسانیت کے لئے ہماری محبت دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ہی نتیجہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ مسلمانوں کے دہشت پسند گروہ معصوم لوگوں کو قتل کر رہے ہیں یا یہ سوال کہ مسلمان حکومتیں اپنی گدی کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنے نہتے عوام کا قتلِ عام کرنے کا حکم کیسے دے دیتی ہیں؟ حضور نے فرمایا: میں یہ بات نہایت وضاحت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ ظلم و بربریت اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ قرآنِ کریم کسی بھی قسم کی شدت پسندی یا دہشتگردی کی اجازت نہیں دیتا۔

حضورِ انور نے فرمایا: ہمارا ایمان ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو مسیح آخرالزماں اور مہدی بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں مبعوث فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض ہی یہ ہے کہ اسلام اور قرآنِ کریم کی حقیقی تعلیمات کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے تا خدا تعالیٰ اور بندہ میں تعلق پیدا ہو۔ آپ کو اس لئے بھیجا گیا تا کہ دنیا سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ آپ کو اس لئے بھیجا گیا تا کہ تمام مذاہب کے بانیوں اور تمام انبیاء علیہم السلام کی عزت دنیا میں قائم کی جائے۔ آپ کو اس لئے بھیجا گیا کہ آپ دنیا کی توجہ اعلیٰ اخلاق کے حصول کی طرف مبذول کروائیں اور دنیا میں امن، آشتی، رحم اور باہمی اخوت پھیلائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ دنیا کے کسی بھی حصہ میں چلے جائیں، آپ کو وہاں جو بھی سچے احمدی ملیں گے وہ اسی جذبہ سے سرشار ملیں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا: ہمارے لئے نہ تو انتہا پسند لوگ نمونہ ہیں اور نہ ہی ظالم مسلمان نمونہ ہیں۔ نہ ہی ہمارے لئے مغربی طاقتیں نمونہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہم تو جس نمونہ کی تقلید دل و جان سے کرتے ہیں وہ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے۔ اور ہمارا لئے ہمارا اکمل لائحہ عمل قرآنِ حکیم میں موجود ہے۔ لہٰذا اس امن کانفرنس کے ذریعہ میں تمام دنیا کو یہی پیغام بھجوانا چاہتا ہوں کہ اسلام کی تعلیمات کا پیغام دراصل باہمی محبت، شفقت، رحم اور صلح و آشتی سے گزر بسر ہی ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک قلیل تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اسلام کی ایک نہایت بگڑی ہوئی تصویر پیش کرتی ہے اور اُن غلط عقائد کے مطابق عمل پیرا بھی ہوتی ہے۔ میں آپ سب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس بات پر قطعاً یقین نہ کریں کہ اسلام اس قسم کی تعلیمات کا حامل ہوسکتا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کو جائز سمجھ لیا جائے اور چند غلط عقائد رکھنے والے عناصر کی دہشت پسندی کی وجہ سے تمام مسلمانوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جائے جبکہ بیشتر مسلمان پُر امن زندگیاں گزار رہے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا: قرآنِ حکیم تمام مسلمانوں کے لئے نہایت مقدس اور قابلِ تعظیم کتاب ہے اس لئے اس مقدس کتاب کی توہین کرنا یا اسے جلانا ایسے اقدام ہیں جن سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں گے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جب بھی اس قسم کی حرکت کسی نے کی ہے تو مسلمانوں میں سے شدّت پسند لوگوں کی طرف سے جو ردِ عمل دکھایا جاتا ہے وہ بھی بالکل غلط اور نا مناسب ہوتا ہے۔ حال ہی میں دو ایسے افسوسناک واقعات افغانستان میں ہوئے۔ ایک میں قرآن کریم امریکی فوجیوں نے جلائے اور دوسرے واقعہ میں گھر میں گھس کر نہتے معصوم بچوں اور عورتوں کو قتل کیا گیا۔ اسی طرح ایک ظالم شخص نے جنوبی فرانس میں بِلا وجہ بے قصور فرانسیسی فوجیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ اور پھر چند دن بعد اس شخص نے ایک اسکول میں داخل ہو کر تین معصوم یہودی بچوں اور ان کے استاد کو قتل کر دیا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو بالکل غلط ہیں اور اس قسم کے طرزِ عمل سے ہرگز امن کا قیام ممکن نہیں بنایا جاسکتا۔

حضور نے فرمایا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں اور بعض دوسرے ممالک میں مسلسل اس قسم کی ظالمانہ کارروائیاں ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور اس سے اسلام دشمن عناصر کے ہاتھ ایک جواز آجاتا ہے کہ نفرتوں کو ہوا دی جائے اور بڑے پیمانہ پر اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کارروائیاں کی جائیں۔ یہ جو بربریت کے مظاہرے چھوٹے دائروں میں نظر آتے ہیں یہ ذاتی عناد کی وجہ سے نہیں ہوتے بلکہ ان کے پیچھے وہ ظالمانہ پالیسیاں ہوتی ہیں جو حکومتی سطح پر اختیار کی گئی ہوتی ہیں، نہ صرف ملک کے اندرونی معاملات میں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی۔ قرآنِ کریم نے تو ایک معصوم انسان کی جان لینے کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ایک مرتبہ پھر میں مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس بات کو بالکل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اسلام ہرگز کسی ظلم یا زیادتی کی اجازت نہیں دیتا خواہ وہ کسی بھی شکل یا طریق سے کی جائے۔ یہ اسلام کا ایسا واضح اور غیر متبدل حکم ہے جس سے کسی صورت میں بھی فرار کی اجازت نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآنِ حکیم اس بارہ میں مزید ہدایت فرماتا ہے کہ کوئی مُلک یا قوم جو تم سے دشمنی رکھتی ہے، ان کے معاملہ میں بھی تم انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ان سے ہر معاملہ میں انصاف کرو۔ یہ نہ ہو کہ دشمنی یا بدلہ لینے کے خیال سے تم انصاف سے ہٹو یا بے اعتدالی برتو۔ ایک اور خاص ہدایت جو قرآنِ کریم نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ دوسروں کی دولت اور مال و منال کی طرف حسد یا لالچ سے مت دیکھو۔

حضورِ انور نے فرمایا: میں نے چند ایک اُصول آپ کی خدمت میں پیش کئے ہیں مگر یہ ایسی اہمیت کے حامل ہیں جن سے معاشرہ میں امن اور انصاف کے قیام کی بنیاد بنتی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ دنیا میں انسان ان بنیادی باتوں پر عمل پیرا ہو جائیں تا کہ انسانیت تباہی کے اس گڑھے میں گرنے سے بچ جائے جس کی طرف بعض ظالم اور جھوٹے عناصر اسے دھکیل رہے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا: میں اس بات پر معذرت خواہ ہوں کہ میں نے وقت زیادہ لے لیا ہے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں امن کا قیام ایک بہت وسیع اہمیت کا حامل مضمون ہے۔ وقت کی پکار کو سننے کی ضرورت ہے اور یہ بات نہایت اہم ہے کہ ان باتوں پر بھرپور توجہ مرکوز کی جائے ورنہ سب کچھ ہاتھ سے نکلنے کا اندیشہ ہے۔

اس کے بعد حضورِ انور نے فرمایا: اس سے پہلے کہ مَیں اپنی تقریر ختم کروں مَیں ایک نہایت اہم بات کرنا چاہوں گا۔ جیسا کہ سب کو علم ہے ہم اس سال ملکہ الزبتھ دوم کی ڈائمنڈ جوبلی منا رہے ہیں۔ اگر ہم وقت کو پیچھے گھوم کر دیکھیں تو ایک سو پندرہ سال پہلے ملکہ وکٹوریہ نے 1897ء میں اپنی ڈائمنڈ جوبلی منائی تھی۔ اُس وقت بانیٔ جماعت احمدیہ نے ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں مبارکباد کا پیغام بھیجا تھا۔ اس پیغام میں آپ نے ملکہ عالیہ کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمایا تھا اور ساتھ ہی حکومتِ برطانیہ کو اور ملکہ عالیہ کو لمبی زندگی کی دعا دی تھی۔ اپنے پیغام میں حضرت مسیحِ موعودؑ نے فرمایا تھا کہ ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ تمام لوگوں کو اپنے اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی مکمل آزادی اور تحفظ حاصل ہے۔ آج کے زمانہ میں برطانوی حکومت برصغیر پر قائم نہیں ہے مگر مذہبی آزادی برطانوی معاشرہ اور مُلکی قوانین کا گہرا حصہ ہے۔ جس کے ذریعہ ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اس آزادی کی ایک خوبصورت مثال اس وقت ہمارے سامنے ہے کہ ہم سب یہاں نہایت آزادی کے ساتھ جمع ہو کر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ ہمارا تعلق مختلف مذاہب، مختلف عقائد، اور مختلف نظریات سے ہے۔ ہمارے یہاں جمع ہونے کا واحد مقصد اور شوق یہ ہے کہ دنیا میں ہم قیامِ امن کی راہیں تلاش کریں۔

حضورِ انور نے فرمایا: جن الفاظ میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اُس وقت کی ملکہ کو مبارکباد اور دعائیں بھیجی تھیں اُن ہی الفاظ میں مَیں آج کی اس تقریب کے ذریعہ ملکہ الزبتھ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں دعا دیتا ہوں:

’’ہماری محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے۔ خُدا ملکہ معظّمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے۔‘‘

(تحفۂ قیصریہ: روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 254)

حضرت مسیح موعودؑ نے آخر میں ملکہ وکٹوریہ کو مزید دعاؤں کا تحفہ پیش کیا۔ سو حضورِ انور نے فرمایا: مَیں بھی ملکہ الزبتھ کو ان ہی الفاظ میں دعا دیتا ہوں:

’’قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظّمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایۂ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔‘‘

(تحفۂ قیصریہ: روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 284)

حضورِ انور نے فرمایا: یہی جذبات سب احمدیوں کے ہیں جو برطانوی شہری ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تہ دِل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے آج یہاں تشریف لا کر اپنی محبت، خلوص اور بھائی چارہ کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔

خطاب کے بعد حضورِ انور نے دعا کروائی جس کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ ہالینڈ 2012ء

جماعت احمدیہ ہالینڈ کے جلسہ سالانہ کا خطبہ جمعہ سے افتتاح۔

خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو اہم نصائح ۔جلسہ کے مختلف انتظامات کا معائنہ

(ہالینڈ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ :عبدالماجد طاہر ۔ایڈیشنل وکیل التبشیر ۔لندن)

18رمئی 2012ء بروز جمعۃ المبارک

آج سے نماز فجر کے وقت میں تبدیلی ہوئی اور چار بج کر چالیس منٹ کی بجائے ساڑھے چار بجے مقرر ہوا۔ اس نئے وقت کے مطابق ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت النور''میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

جلسہ سالانہ ہالینڈ

آج جماعت احمدیہ ہالینڈ کے 32ویں جلسہ سالانہ کا پہلا روز تھا۔ پروگرام کے مطابق دوپہر ایک بج کر پچپن منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے ۔ آج جماعت احمدیہ ہالینڈ اپنی ویب سائٹ "islam nu.nl" کا اجراء کر رہی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا افتتاح فرمایا۔

بعد ازاں پرچم کشائی کی تقریب عمل میں آئی ۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب ہالینڈ نے ، ہالینڈ کا قومی پرچم لہرایا۔ بعد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے۔ اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کے ساتھ اس جلسہ کا افتتاح ہوا۔

خطبہ جمعہ

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہالینڈ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر مجھے توفیق عطا فرمائی کہ یہاں ہالینڈ کے جلسے میں شامل ہوں۔ یہ جلسہ اصل پروگرام کے مطابق تو اگلے ہفتے ہونا تھا لیکن پھر میری شمولیت کی خواہش کی وجہ سے میرے پروگرام کو دیکھتے ہوئے ہالینڈ کی جماعت نے ایک ہفتہ پہلے کا پروگرام بنا لیا اور بڑے مختصر نوٹس (Notice) پر یہ پروگرام بنایا۔

حضور انور نے فرمایا بیشک ہالینڈ چھوٹا ملک ہے اور جماعت بھی چھوٹی ہے اور بڑی جلدی اطلاعیں بھی ہوسکتی ہیں لیکن پھر بھی اس پروگرام میں تبدیلی آپ لوگوں نے بڑی خوش دلی سے کی اور بڑی آسانی سے کر دی۔ جگہ کا مسئلہ تھا۔ یہ جگہ کافی تنگ ہے۔ ہال جو کرائے پر لئے ہوئے تھے وہ ان تاریخوں پر مل نہیں رہے تھے لیکن بہرحال اچھا انتظام ہو گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بعض عملی دقّتیں اور مسائل بھی پیدا ہوئے ہوں گے یا ہوسکتا ہے کہ پیدا ہوں جس میں آپ لوگوں کو کسی معمولی تکلیف سے گزرنا پڑے۔ تو اگر ایسی صورت ہو تو ان تکلیفوں کو برداشت کریں۔ اوّل تو مجھے امید ہے کہ ماشاء اللہ کام کرنے والے کارکنان ہر طرح آرام پہنچانے کی اپنی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور اب دنیا میں چاہے چھوٹی جماعتیں ہوں یا بڑی جماعتیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ اور بڑے اجتماعات کے تمام انتظامات سنبھالنے کے لئے ہر جگہ بے غرض اور بے نفس کارکنان کی ٹیمیں تیار ہو چکی ہیں جو خوشی سے مہمانوں کی ہر طرح خدمت کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ اور جو مہمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہوں آپ کے جاری نظام کے بلانے پر آنے والے مہمان ہوں، اُن کی خدمت تو خاص طور پر بڑے بے نفس ہو کر ہمارے کارکنان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو آئندہ بھی اور ہمیشہ اس بے نفس خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے اور انہیں بہترین جزا دے اور اگر کہیں کوئی کمیاں رہ گئی ہیں تو اُن کی پردہ پوشی فرمائے اور مہمانوں کو، شاملین جلسہ کو بھی چاہئے کہ بجائے کمیوں اور کمزوریوں کو دیکھنے کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے اصل مقصد اور جلسہ سالانہ کی غرض کو سامنے رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیان فرمائی ہے اور یہ غرض وہی ہے جو بیعت کی غرض ہے۔ بیعت کرنے کے بعد دنیاوی دھندوں میں پڑ کر انسان عموماً اپنے اصل مقصد کو بھول جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار نصیحت کرنے کو ضروری قرار دیا ہے کہ اس سے ہر اُس شخص کو جس کے دل میں ایمان ہے، فائدہ ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ جلسہ بھی نصیحت کرنے، یاددہانی کروانے کے لئے منعقد کیا جاتا ہے یا یہ جلسے دنیا میں ہر جگہ منعقد کئے جاتے ہیں۔ یہ بتانے کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں کہ اس زمانے کے امام کی بیعت میں آکر پھر اپنے عہد کو یاد کرو، اپنے عہد بیعت کو یاد کرو۔ اگر دنیاوی مصروفیات کی وجہ کچھ کمزوریاں پیدا ہوگئی ہیں تو اب نئے سرے سے نصائح سن کر علمی اور تربیتی وعظ و نصائح اور تقاریر سن کر پھر اپنی دینی حالتوں کی طرف توجہ کرو۔ اکٹھے مل بیٹھ کر ایک دوسرے کی نیکیاں جذب کرنے کی کوشش کرو اور برائیوں کو دور کرو۔

حضور انور نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھیں کہ جلسے کے دوران اپنی ذاتی باتوں کی طرف توجہ نہ ہو بلکہ تمام پروگرام، جتنے بھی ہیں، ان کو سننے کے دوران بھی اور ان کے بعد بھی زیادہ تر وقت دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں گزارنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ یہ سوچ کر شامل ہونا چاہئے کہ ہم اس روحانی ماحول میں دو تین دن گزار کر اپنے عہدِ بیعت کی تجدید کر رہے ہیں تاکہ ہمارے ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں۔ تاکہ ہم تقویٰ میں ترقی کریں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''تمام مخلصین داخلینِ سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔''

حضور انور نے فرمایا: پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جلسہ ہمارے لئے اس معیار کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہونا چاہئے۔ اس جلسہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی سوچ کو مزید صیقل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اس صورت میں سب محبتوں پر غالب آسکتی ہے جب ہمیں یہ پتہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ رسول ہم سے کیا چاہتا ہے؟ اور اس کا صرف یہی مطلب نہیں کہ ہمیں پتہ ہو، ہمارے علم میں ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ بلکہ ان باتوں کو علم میں لاکر اُس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اور پھر اس کے حصول کے لئے بھرپور کوشش ہونی چاہئے، مستقل کوشش ہونی چاہئے۔ اور جب ان باتوں پر عمل ہوگا تو تبھی وہ حالت پیدا ہوگی جب انسان کو سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا: ایک نہ ایک دن ہر انسان نے اس دنیا سے جانا ہے۔ خوش قسمت ہوں گے ہم میں سے وہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کی محبت کے ساتھ اس دنیا سے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت ہالینڈ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: آپ میں سے اکثریت وہ ہے جو پاکستان سے ہجرت کر کے یہاں اس لئے آئے ہیں کہ آپ کو پاکستان میں دین کی اشاعت اور تبلیغ کا کام تو ایک طرف رہا، دین پر عمل کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ نماز ہم وہاں سرِعام کھلے طور پر پڑھ نہیں سکتے۔ کلمہ لکھنے سے ہمیں روکا جاتا ہے۔ آئے روز ہماری مساجد سے کلمہ مٹانے کے لئے حکومتی کارندے اور پولیس والے مولویوں کے کہنے پر آجاتے ہیں اور اب تو بڑے شہروں میں بھی بڑی مساجد کی طرف بھی ان کی نظر ہے۔ تو بہرحال دین کے معاملے میں احمدیوں پر تنگیاں وارد کی جارہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: گزشتہ کچھ دنوں میں تھائی لینڈ سے بھی کافی پاکستانی فیملیاں یہاں آئی ہیں۔ جو پاکستانی وہاں پھنسے ہوئے تھے، اُن کے کیس یواین او (UNO) کے ذریعے سے وہاں پاس کئے گئے، اور وہ یہاں بھیج دیئے گئے۔ بعض جو آنے والے ہیں ان میں سے براہِ راست پاکستان میں تنگیوں سے گزر رہے تھے۔ بعض ماحول کی وجہ سے پریشان تھے۔ بہرحال یہاں آپ آئے ہیں اور آزاد ہیں۔ اس لئے ایک تو پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے باہر رہنے والے احمدیوں کو بہت دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ جلد اُن کے بھی دن پھیرے اور اُنہیں مذہبی آزادی حاصل ہو۔ دوسرے پاکستان سے باہر رہنے والے احمدیوں پر جو بہت بڑی ذمہ داری پڑتی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ دینی مہمات کے لئے آگے آئیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہالینڈ ایک چھوٹا سا ملک ہے یہاں کے ایک سیاستدان نے اسلام کو بدنام کرنے کی بڑی کوشش کی۔ یہاں اگر احمدی ایک مہم کی صورت میں مستقل مزاجی سے تبلیغ کے کام کو وسعت دیتے تو بہت حد تک اسلام کے بارے میں منفی رویے کو زائل کر سکتے تھے، بلکہ اسلام کی خوبیاں اجاگر کرنے کا موقع بھی مل سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا ایک مقصد بلکہ بہت بڑا مقصد اُس ہدایت اور شریعت کی اشاعت کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اور جو قرآنِ کریم کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اس پیغام کو دنیا تک پہنچانے کا کام بھی ہمارا ہے، اس بارے میں بھی بھرپور کوشش ہونی چاہئے''۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ تین بجے تک جاری رہا۔

(حسب طریق خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر 23 مورخہ 8رجون 2012ء میں شائع ہو چکا ہے۔)

حضور انور کا یہ خطبہ MTA پر بھی Live نشر ہوا۔ یہاں مقامی طور پر ڈچ (Dutch) زبان میں اس کا رواں ترجمہ کیا گیا۔

تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم ناصر احمد صاحب مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ مرحوم صدر انجمن احمدیہ کے سابق محاسب اور افسر پراویڈنٹ فنڈ تھے۔ 13رمئی 2012ء کو بڑی لمبی بیماری کے بعد 74 سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحوم کا ذکر خیر اپنے خطبہ جمعہ کے آخر پر فرمایا تھا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے ہالینڈ کی تمام جماعتوں سے

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

احباب جماعت مرد وخواتین اور بچے بڑی کثرت سے پہنچے تھے۔اس کے علاوہ یورپ کے ممالک سویڈن، بلجیم، فرانس، یوکے اور جرمنی سے بھی ایک بڑی تعداد میں احباب جماعت مرد وخواتین نن سپیٹ (ہالینڈ) پہنچے تھے۔ایک رات قبل مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا اور جمعہ سے قبل تک جاری رہا۔نماز جمعہ پر مجموعی طور پر حاضری 1370 تھی۔جس میں سے ہالینڈ سے باہر سے آنے والے احباب جماعت کی تعداد 617 تھی۔ہالینڈ کے کسی بھی جلسہ سالانہ میں آج تک اس قدر حاضری کبھی نہیں ہوئی۔

آج بیت النور (نن سپیٹ) میں عید کا سماں تھا۔مختلف ممالک اور مختلف قوموں اور قبائل کے مختلف رنگوں پر مشتمل اور رنگا رنگ کی بولیاں بولنے والے ایک ہی ہاتھ پر جمع تھے۔عربی بھی تھے، عجمی بھی تھے۔افریقین بھی تھے اور یورپین بھی تھے۔کوئی اجنبی اور پرایا نہیں تھا۔سبھی وحدت کی ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے تھے اور باہم اخوت ومحبت اور کامل اطاعت کا نمونہ بنے ہوئے تھے۔

ساڑھے آٹھ بجے کے قریب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور یہ پروانے اپنی شمع کے گرد اکھٹے ہوگئے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے اپنے ان عشاق کے درمیان رونق افروز رہے۔سبھی نے شرف زیارت پایا اور برکتیں حاصل کیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی انتظامیہ کو ہدایت فرمائی کہ جمعہ سے قبل جلسہ سالانہ ہالینڈ کے حوالہ سے جو ایک تعارفی پروگرام مختلف انٹرویوز پر مشتمل تھا اس میں عبدالحمید درفیلدن (نائب امیر جماعت ہالینڈ) کا انٹرویو تو آرہا تھا مگر تصویر نہیں تھی۔تصویر انٹرویو لینے والے کی دیتے رہے ہیں۔اس لئے ان کا انٹرویو اب دوبارہ دکھائیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کتب کے اسٹال پر تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا۔اس سے کچھ آگے ہی احباب جماعت کو چائے مہیا کرنے کا انتظام تھا۔حضور انور نے یہ انتظام بھی دیکھا اور پھر یہاں کے جماعتی کچن (جو جلسہ کے ایام میں لنگر خانہ کے طور پر کام کررہا ہے) میں تشریف لئے گئے اور کھانا پکانے کے انتظام کا معائنہ فرمایا۔ یہاں کارکنان گوشت خود کاٹ کر تیار کر رہے تھے۔حضور انور کے دریافت فرمانے پر ناظم لنگر خانہ نے بتایا کہ ہم اگر کٹا ہوا گوشت خریدیں تو اس میں چربی بہت زیادہ آجاتی ہے۔اس لئے ہم جانور کے مخصوص حصے خرید لیتے ہیں جن میں چربی بہت کم ہوتی ہے۔اور پھر خود کاٹ کر تیار کر لیتے ہیں۔اور یہ ہمیں قیمت کے لحاظ سے بھی مہنگا نہیں پڑتا۔

گوشت کاٹتے ہوئے جو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے علیحدہ کئے جاتے ہیں ان کے بارہ میں حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ قیمہ بنانے والی مشین نہ ہونے کی وجہ سے ان کو ضائع نہ کریں۔ بلکہ فریزر میں محفوظ کرلیں اور بعد میں قیمہ بنالیں۔شام کے کھانے کے لئے آلو گوشت کا سالن بنا ہوا تھا۔حضور انور نے جائزہ لیا کہ گوشت پوری طرح پکا ہے یا نہیں۔نیز جو نان مہیا کیا جارہے ہیں وہ بھی دیکھے اور فرمایا کہ روٹی پکانے کی ایک چھوٹی مشین یہاں لگ جائے تو ٹھیک ہے۔ایک گھنٹہ میں پانچ صد روٹی نکال دیتی ہے۔

لنگر خانہ کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے نن سپیٹ کے مضافاتی علاقہ میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔قریباً پچیس منٹ کی سیر کے بعد واپس تشریف لے آئے اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

SIX VACANCIES

Ministers of Religion

Ahmadiyya Muslim Community

1. Indonesian Speaker
2. Bangla Speaker
3. Russian and Kazakh Speaker
4. Urdu Speakers (3 vacancies)

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own training academy and TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES:

We are inviting applications for the following eight posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

Main qualification/work & Likely posting

Indonesian speaker
Prepare and present religious programmes on TV   London SW19
Bangla speaker
Prepare and present religious programmes on TV   Headquarters London SW18
Russian and Kazakh speaker
Prepare and present religious programmes on TV   London SW19
Urdu speaker
Comparative inter-faith studies and promote research
Minister of Religion training academy London
Urdu speaker
Prepare and supervise new religious trainees Headquarters,London SW18
Urdu speaker
Research, edit preaching literature   Editorial office London SW19

JOB DESCRIPTION:

You would be required to do some or all of the following:
encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager and working with the Channel Head, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:

You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and in respect of the first vacancy with understanding of Indonesian. You must have served as a Minister of Religion for not less than two years and have a good record of performance. You will preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED:

You are expected to have either:
a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies or professional qualification; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience; or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE:

The stipend/customary offerings package include the following:
Above minimum wage or £3,024/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg rates, gas, electricity paid; travel expenses reimbursed; 28 paid holidays per annum; private medical insurance cover.)
Closing Date: 15 July 2012
Please apply to:
Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

جماعت احمدیہ جرمنی فعال جماعتوں میں سے ہے اور خدام الاحمدیہ جرمنی بھی اُن فعال مجالس میں سے ہے جن کے اجتماعوں میں شامل ہونے کو دل کرتا ہے۔

دنیا میں کہیں بھی احمدی بستا ہو اُس کی ایک پہچان ہونی چاہئے اور آج کل بلکہ ہمیشہ سے علم ایک بہت بڑی دولت ہے جس کے ذریعے سے انسان کی پہچان ہوتی ہے۔ علم بیشک بہت بڑی دولت ہے اور اس کے لئے محنت کرنی چاہئے لیکن ایک احمدی کا سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور علم کو اُس کے تابع کرنا ہے۔

خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ کا وہ طبقہ ہے جنہوں نے اپنے آپ کو اس تنظیم سے منسلک کیا ہے جو احمدیت کے خدام ہیں۔ جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور اس کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کریں گے۔ خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہیں گے۔ خلیفہ وقت کا ہر حکم جو معروف ہے جو فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ کی طرف توجہ دلانے والا ہے، اس پر عمل کرنے کیلئے ساری قوتیں صرف کر دیں گے پس آپ اپنے عہد کی طرف توجہ دیں۔

اے خدام احمدیت! آج مسیح زمان تمہیں کہہ رہا ہے کہ آؤ اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے محافظ بن جاؤ۔ آج جب اپنوں کی، امت کی اکثریت کی بدعملیوں نے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ آج جب غیروں نے ہر طرف سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملوں کی تابڑ توڑ بھرمار کی ہوئی ہے اور ہر ذریعہ سے بھرمار کی ہوئی ہے تو آج احمدی ہی ہے، احمدی نوجوان ہی ہے جس نے مسیح محمدی کی قیادت میں اسلام کی برتری دنیا پر ثابت کرنی ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مورخہ 18 ستمبر 2011ء بروز اتوار بمقام بادکروزناخ (Bad Kreuznach)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ـ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ـ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ـ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ـ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَاتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ـ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورۃ البقرہ آیت نمبر:149)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ آپ نے رپورٹ میں بھی سن لیا اور آپ سب جانتے ہیں لیکن دنیا کو بتانے کے لئے مَیں بتا رہا ہوں کہ آج خدام الاحمدیہ جرمنی کا اجتماع اختتام کو پہنچ رہا ہے اور اسی طرح خدام الاحمدیہ برطانیہ کا اجتماع بھی اس وقت live ٹرانسمیشن کے ذریعہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ جرمنی کا اجتماع بھی میری اس تقریر کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔

مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ لوگوں نے اس اجتماع کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہوگا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہوا ہو۔ شاید جرمنی کے خدام الاحمدیہ کا یہ تیسرا اجتماع ہے جس میں مَیں شامل ہو رہا ہوں۔ ہمارا جو خدام الاحمدیہ کا مرکزی ڈیسک ہے اس کے ذریعہ سے گو صدر خدام الاحمدیہ جرمنی کا ایک ہلکا سا پیغام ملا تھا کہ میں جرمنی کے اجتماع میں شامل ہوں لیکن وہ پیغام اتنا لیٹ تھا کہ اُس سے پہلے مَیں خود ہی یہاں آنے کا ایک پروگرام بنا چکا تھا۔ اس لئے بہرحال ان کی شاید نیت اور ہو ڈرتے ڈرتے انہوں نے پیغام دے دیا۔ اور وہ پیغام بھی بڑے ڈرتے ڈرتے مجھے ملا تھا کیونکہ اُس میں کوئی ایسی پُر جوش دعوت نظر نہیں آ رہی تھی۔ بہرحال یہ صدر صاحب کی خواہش تھی یا جو بھی دلی جوش سے پیغام تھا لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا، مَیں اس سے پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ اس سال جرمنی کے اجتماع میں شامل ہوں اگرچہ انہیں تاریخوں میں خدام الاحمدیہ یوکے (UK) کا جو اجتماع ہے اُس کو چھوڑنا پڑے گا۔

بہرحال جماعت احمدیہ جرمنی فعال جماعتوں میں سے ہے اور خدام الاحمدیہ جرمنی بھی اُن فعال مجالس میں سے ہے جن کے اجتماعوں میں شامل ہونے کو دل کرتا ہے۔ اس لئے مَیں نے پروگرام بنایا کہ ضرور شامل ہوں۔ اللہ کرے کہ جرمنی کا یہ دورہ اور خدام اور لجنہ کے اجتماعات میں میرا شامل ہونا جماعت جرمنی اور خاص طور پر دونوں ذیلی تنظیموں بلکہ انصار اللہ کے لئے بھی فائدہ مند ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے کہا جرمنی کی جماعت اور ذیلی تنظیمیں فعال جماعتوں اور تنظیموں میں شامل ہیں۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ ایک کوشش کے بعد ایک اعزاز تو حاصل ہو جاتا ہے لیکن اُس اعزاز کو قائم رکھنا، یہ بہت زیادہ کوشش کا تقاضا کرتا ہے۔ اور بہت زیادہ محنت طلب کام ہے اور جب تک پورا جماعتی نظام اور ذیلی تنظیمیں اس حقیقت کو سمجھ کر اپنا اپنا کردار ادا نہیں کرتیں، اُس اعزاز کو قائم نہیں رکھ سکتیں جس تک وہ پہنچ چکی ہوں۔

پس یہ بیشک ایک خوشی کا مقام ہے کہ خدام الاحمدیہ جرمنی اوپر کی چند اچھی مجالس میں سے ایک ہے۔ لیکن اس بات کو کہ آپ فعال مجالس میں سے ایک ہیں، آپ لوگوں کو فکر میں ڈالنے والا ہونا چاہئے۔ اس لئے بھی کہ ہم نے جو مقام حاصل کیا ہے کہیں اُس سے نیچے نہ گر جائیں۔ اور اس لئے بھی کہ مومن کی یہی شان ہے اور ترقی کرنے والی قوموں کا یہ نشان ہے کہ اُن کے قدم آگے کی طرف بڑھتے ہیں اور جو الٰہی جماعتیں ہوتی ہیں اُن کی آگے بڑھنے کی ترجیحات مختلف ہوتی ہیں۔ اُن کے مقاصد اور ہوتے ہیں جن کو وہ اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ الٰہی جماعتیں اور اُن کے ماننے والے دنیا کی جاہ و حشمت اور مال و دولت کو اوّلین ترجیح نہیں دیتے۔ گو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اِس کو بھی حاصل کرتے ہیں اور کرنا چاہئے تا کہ اِس کو دین کے تابع کر کے دین کی ترقی کا ذریعہ بنائیں۔ لیکن اصل میں یہ الٰہی حکم اُن کے پیش نظر ہوتا ہے اور ہونا چاہئے کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ یعنی نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اِس کو بیان فرمایا ہے۔ اس آیت میں جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہی بیان فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

”اور ہر ایک کے لئے ایک مطمحِ نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔“

پس یہ وہ مطمحِ نظر ہے جسے ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ دنیا میں ترقی اُس وقت ہوتی ہے جب کوئی مقصد سامنے ہو۔ اگر مقصد نہیں تو ترقی بھی نہیں ہوتی۔ سائنس میں نئی نئی ایجادات اس لئے ہو رہی ہیں کہ ایک مقصد کو قائم کر کے اُس کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ پہلے ایک خیال قائم کیا جاتا ہے۔ پھر اُس خیال تک پہنچنے کے لئے مختلف راستے تلاش کئے جاتے ہیں۔ پھر اس ریسرچ کے لئے وہاں پہنچنے کے لئے اخراجات ہوتے ہیں۔ حکومتوں سے مدد مانگی جاتی ہے۔ فنڈ لئے جاتے ہیں، سالوں محنت کی جاتی ہے، پھر ایک نئی چیز سامنے آتی ہے۔ اور جتنا ریسرچ پہ خرچ ہوتا ہے وہ اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت میں اس کو کمرشلائیز (Commercialise) نہ کیا جائے تو شاید ان کمپنیوں کا دیوالیہ ہو جائے۔ لیکن بہت ساری ریسرچ اس لئے بھی ہوتی ہے کہ دنیا کو فائدہ پہنچایا جائے۔ اس لئے تحقیق ہوتی ہے کہ دنیا کو فائدہ پہنچایا جائے اور اس کے لئے حکومتیں بہت بڑے بڑے بجٹ رکھتی ہیں۔ بعض ریسرچ ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کے فائدے کے لئے ہیں اور بعض بے فائدہ بھی ہیں بلکہ الٹا نقصان ان سے پہنچتا ہے۔

احمدی طلباء کو مَیں ریسرچ میں جانے کا جو کہتا ہوں تو ایک تو اس لئے کہ ایک احمدی کے علم میں اضافہ ہونا چاہئے اور یہ بڑا ضروری ہے اور ایک اس لئے کہ انسانیت کے فائدے کے لئے جو بھی کوشش ہو سکتی ہے وہ کرنی چاہئے۔ ایک اس لئے کہ ملک کی ترقی کے لئے احمدی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ ایک اس لئے کہ جماعت کا فرد ہونے کی حیثیت سے ایک احمدی کو اپنا مقام منوانا چاہئے کہ میں ایک احمدی ہوں اور میری ایک شان ہے اور میرا ایک مقام ہے۔ دنیا میں کہیں بھی احمدی بستا ہو اُس کی ایک پہچان ہونی چاہئے اور آج کل بلکہ ہمیشہ سے علم ایک بہت بڑی دولت ہے جس کے ذریعے سے انسان کی پہچان ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بعض ریسرچ بے فائدہ ہوتی ہے اور ایک مومن کو اس سے بچنا چاہئے۔ بلکہ اس کے خلاف دلائل رکھتے ہوئے اُسے روکنا چاہئے۔ اگر ہمارے نوجوان پڑھے لکھے نہیں ہوں گے، ریسرچ میں نہیں ہوں گے تو ان نئی تحقیقات کی اچھائیاں، برائیاں کس طرح بتا سکیں گے۔ الیکٹرانکس کی ٹیکنالوجی میں آج دنیا آگے بڑھ رہی ہے تو بعض لغویات کا نفوذ بھی اس کے ساتھ ساتھ ہو رہا ہے۔ بیہودگیاں بھی پھیل رہی ہیں، جس سے نئی نسل کے اور قوم کے اخلاق بگڑ رہے ہیں۔ اسی طرح بیالوجی میں کلوننگ وغیرہ کی جو ریسرچ ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں، خلق میں دخل اندازی ہے۔ اس ریسرچ پر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم مخلوق میں جو یہ تبدیلیاں کرنے کی کوشش کر رہے ہو، یہ تمہیں آخرکار جہنم میں لے جانے والی بنیں گی۔ پس احمدی کی ریسرچ یا کسی مقصد کے حصول کے لئے کوشش اُس کام میں ہوگی اور ہونی چاہئے جو نیکیوں میں بڑھانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ علم بیشک بہت بڑی دولت ہے اور اس کے لئے محنت کرنی چاہئے لیکن ایک احمدی کا سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور علم کو اُس کے تابع کرنا ہے۔

پس یہ دنیاوی ریسرچ اور دنیاوی علوم میں ترقی کرنا بھی بیشک ہمارا مطمحِ نظر ہے اور اس سوچ کے ساتھ ہے کہ

اس کو دین کے تابع کر کے دین اور انسانیت کے لئے کارآمد اور مفید بنانا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن کا کام ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے۔ ایک احمدی نوجوان یا شخص اگر اپنی دنیاوی تعلیم اور تحقیق میں آگے بڑھ گیا ہے جو انسانیت کے لئے مفید اور کارآمد بھی ہے لیکن اگر اس کا خدا تعالیٰ کے حق ادا کرنے کا خانہ خالی ہے تو فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ پر عمل کرنے والا نہیں ہے۔ اگر اپنے علم کے اعلیٰ مقاصد کے حصول میں ترقی کر رہا ہے اور بندوں کے حق ادا نہیں کر رہا تو وہ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ پر عمل کرنے والا نہیں ہے۔

پس ہمیں ان باتوں کی تلاش بھی کرنی پڑے گی جن کو خدا تعالیٰ نے خیرات اور نیکیوں میں شمار فرمایا ہے کیونکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مان کر ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے۔ اور جو ترقی ہمیں خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے سے روکتی ہے، جو ترقی ہمیں دین کے حق ادا کرنے سے روکتی ہے وہ ترقی نہیں بلکہ جہالت ہے۔ مثلاً دین اور خدا تعالیٰ کی بندگی کے حق ادا کرنے کی بات ہے تو اُس کی ایک موٹی مثال مَیں دیتا ہوں۔ عید ایک ایسا اسلامی تہوار ہے جس میں سوائے اشد مجبوری کے شامل ہونا ضروری ہے۔ اب دیکھا گیا ہے کہ بعض سٹوڈنٹس اپنی یونیورسٹی یا سکول، کالج کی کلاسوں کا بہانہ کر کے اِس میں شامل نہیں ہوتے۔ حالانکہ اپنے طور پر اگر چاہیں تو کئی کئی دن کی چھٹیاں کر لیتے ہیں۔ ابھی چونکہ حال ہی میں عید گزری ہے اس لئے اُس کی مثال میرے سامنے آئی ہے۔ بعض لڑکوں کو مَیں جانتا ہوں کہ انہوں نے مجبوری کا عذر کیا ہے۔ حالانکہ اگر پہلے ہی پلان کر کے یونیورسٹی کا یا کالج اور سکول کو بتایا ہوتا تو رخصت بھی مل جاتی۔ بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگ جو اس مغربی ماحول میں رہ رہے ہیں، جہاں دینی قدروں کی اہمیت بہت کم ہے۔ اگر آپ احمدیوں نے، جن کا دعویٰ ہے کہ ہم اُس امام کو ماننے والے ہیں جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی روح ہم میں پھونکی ہے، اور اپنے ہر اجتماع اور اجلاس میں ہم عہد دہراتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اگر آپ لوگوں نے دین کے بارے میں کمزوری دکھائی تو یہ ان نیکیوں میں آگے بڑھنے کے خلاف ہے جن کی طرف خدا تعالیٰ اور اُس کا رسولؐ ہمیں بلا رہے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا بعض مجبوریوں میں تو بعض فرض عبادتیں بھی آگے پیچھے ہو جاتی ہیں اور نوافل بھی چھوڑے جا سکتے ہیں۔ جیسے امتحان وغیرہ کی بعض دفعہ طلباء کو مجبوری ہو جاتی ہے۔ لیکن صرف کلاسوں کے لئے، صرف اپنے کاروبار کے نقصان سے بچنے کے لئے، صرف اپنے دنیاوی مقاصد کے لئے، دین کو پسِ پُشت ڈالنا اور دنیا کو آگے رکھنا، یہ بات اپنے عہدوں کے پورا کرنے کی نفی کرتی ہے۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ ہم جو احمدی کہلاتے ہیں اور یہ احمدی نام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کا رکھا ہے تو یہ اس لئے رکھا تھا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ احمدی زمانے کے امام کو ماننے والے مسلمان ہیں، اور زمانے کے امام کو مان کر اس لحاظ سے دوسروں سے مختلف ہو گئے ہیں کہ ان کا مطمحِ نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ہے۔ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے۔ آج اسلام کی عزت اور پاس ہم نے رکھنا ہے۔ یہ ہمارے پر فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات پر ہم نے پورا اترنے کی کوشش کرنی ہے۔ اور کوشش کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ سستیاں دکھاتے رہے اور کہہ دیا کہ ہم نے کوشش کی تھی اور کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ نیکیوں کے حصول کی کوشش کرنی ہے۔ اور کوشش یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس مقصد کے حصول اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کی عزت کے لئے قربانی کی حد تک لے کر جانا ہے۔ پھر معاملہ خدا پہ چھوڑنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے۔ کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔‘‘ فرمایا: ’’پس اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونا چاہئے۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔‘‘ فرمایا کہ: ’’خدا تعالیٰ کی نصرت اُنہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ ایک جگہ ٹھہر نہیں جاتے۔‘‘ فرمایا: ’’ٹھہرا ہوا پانی آخر گندہ ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 455,456)

پس اللہ تعالیٰ نے جو مطمحِ نظر ہمارا مقرر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ ایک جگہ کھڑے نہ ہو جاؤ۔ اسی پر قناعت نہ کر لو کہ ہم نے بہت نیکیاں کر لیں۔ ہم نے پانچ وقت نمازیں پڑھ لیں۔ یہ بہت ہی بڑی نیکی ہے۔ نہیں! بلکہ ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ اور ایک جگہ کھڑے ہونے والے اور نیکی میں ترقی نہ کرنے والے کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جیسے کھڑا پانی ہو۔ چلتا پانی ہمیشہ صاف شفاف رہتا ہے۔ گند کو بہا کر لے جاتا ہے۔ لیکن کھڑا پانی آہستہ آہستہ بدبودار ہو جاتا ہے۔ پس انسانی فطرت میں بھی یہی ہے۔ اگر اس میں یہ احساس نہیں کہ اپنی نیکیوں کو ہر وقت ٹٹولتا رہے، جائزہ لیتا رہے۔ یہ جائزہ لے کہ کہیں وہ ایک جگہ کھڑا تو نہیں۔ اگر کھڑا ہے تو یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہزاروں چور، ڈاکو، شیطان اُس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ جو اُس کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے اور پھر انسان کھڑے پانی کی طرح ہو جائے گا۔ جو کچھ عرصے بعد بدبودار پانی بن جاتا ہے، جو نقصان دہ ہو جاتا ہے۔

پس خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ کا وہ طبقہ ہے جنہوں نے اپنے آپ کو اس تنظیم سے منسلک کیا ہے جو احمدیت کے خدام ہیں۔ جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور اس کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کریں گے۔ خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہیں گے۔ خلیفہ وقت کا ہر حکم جو معروف ہے جو فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ کی طرف توجہ دلانے والا ہے، اس پر عمل کرنے کیلئے ساری قوتیں صرف کر دیں گے پس آپ اپنے عہد کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں پوچھنا کی تم نے کتنے یورو یا پاؤنڈ کمائے؟ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں پوچھنا کہ تم نے کتنا دنیاوی علم حاصل کیا؟ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں پوچھنا کہ تم نے اپنے دنیاوی مقاصد کو کس حد تک حاصل کر لیا؟ ہاں جس بات کا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں پوچھوں گا وہ یہ ہے کہ تم نے کس حد تک اپنے عہد کو اپنی تمام تر طاقتوں سے نبھانے کی کوشش کی۔ تم نے کس حد تک میرے حُکموں پر عمل کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آؤ اور میری رضا کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔ پس یہ وہ عظیم مطمحِ نظر ہے جسے ہم میں سے ہر ایک کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ ہماری رہنمائی فرماتے ہوئے ہمیں اس راستے پر ڈال دیا جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا راستہ ہے۔ اور نیکیوں میں یہ آگے بڑھنا صرف ذاتی فائدہ کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کو بیان فرما کر اور ہر فردِ جماعت کو اس طرف توجہ دلا کر قومی اور جماعتی ترقی کا ایک ایسا گُر بھی بتا دیا ہے جس پر چل کر ہماری جماعتی ترقی کی رفتار بھی ہزاروں گُنا ہو سکتی ہے اور قومی ترقی کی رفتار بھی ہزاروں گنا ہو سکتی ہے۔ صحابہؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کا راز یہی تھا کہ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ فلاں شخص میں کیا کمزوری یا برائی ہے۔ بلکہ یہ دیکھا کہ فلاں شخص میں کیا خوبی اور نیکی ہے اور اُس سے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ یہ باتیں ہیں جن میں ہر ایک نے بڑھنے کی کوشش کی۔ اگر دوسری نیکیاں ہیں تو اس میں ہر ایک نے بڑھنے کی کوشش کی۔

حضرت عمرؓ کا واقعہ بیان ہوتا ہے۔ ایک دفعہ بہت زیادہ مال و دولت ان کے پاس آیا تو اس میں سے نصف اُٹھا کر لے آئے کہ آج میں حضرت ابوبکرؓ سے آگے نکل جاؤں گا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ سارا سامان لے کر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر میں بھی کچھ چھوڑا ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ سب گھر کا تمام سامان لے آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے سوچا اور کہا کہ مَیں نصف لا کر بڑا فخر کر رہا تھا۔ میں کبھی بھی حضرت ابوبکرؓ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ تو یہ مسابقت کی روح تھی جو اُن لوگوں میں آگے بڑھنے کے لئے تھی۔

پھر صحابہؓ ہی تھے جن کی آنکھوں سے اس بات پر آنسو بہتے تھے کہ آج ہمارے پاس بھی مال ہوتا، سواری ہوتی، ہتھیار ہوتے تو ہم بھی جہاد میں حصہ لے سکتے تھے۔ پھر صدقہ وخیرات میں آگے بڑھنے والے لوگ تھے تو غریب لوگوں کو خیال آیا کہ یہ ہمارے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا یہ آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ اور الحمدللہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو تو تمہاری بھی یہ صدقہ وخیرات کی کمی پوری ہو جائے گی۔ کچھ دنوں کے بعد امیر لوگوں نے بھی یہ پڑھنا شروع کر دیا۔ تو اس طرح ہر ایک میں ایک مسابقت کی روح تھی۔ نیکی میں آگے بڑھنے کی روح تھی جس کو ان لوگوں نے اختیار کیا اور پھر دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ بچوں اور نوجوانوں نے اس زمانے میں یہ نہیں سوچا کہ یہ عبادتیں کرنا اور نیکیوں میں آگے بڑھنا بڑوں کا اور بوڑھوں کا کام ہے۔ بلکہ نوجوان صحابہؓ نے بھی کوشش کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض دفعہ ساری ساری رات عبادت بھی کی، اپنے معیار بڑھائے۔ بلکہ ابتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والوں میں نوجوانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہو گئی تھی جنہوں نے نیکیوں میں سبقت لے جا کر اسلام کے حق میں سیسہ پلائی دیوار کا کردار ادا کیا ہے۔

آج مسیح محمدی بھی جن کو آخرین میں ہونے کے باوجود اوّلین سے ملنے کی خوشخبری ملی ہے ہم سے یہی تقاضا فرما رہے ہیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھو، تا خدا تعالیٰ کی نصرت شامل ہو۔ اور جماعت من حیث الجماعت، ترقی کی منازل چھلانگیں مارتی ہوئی طے کرتی چلی جائے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مثال دے کر فرمایا ہے کہ کھڑا پانی بدبودار ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کی نیکی کو اختیار کرنا اور اُس میں آگے بڑھنا ہی ایک احمدی کو جماعتی ترقی میں صحیح کردار ادا کرنے والا بنائے گا، ایک نوجوان کو بنائے گا، ایک بچے کو بنائے گا۔ جب تک ہم سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے اس سوچ کو اپنے اوپر حاوی نہیں کر لیں گے کہ آج اس زمانے میں اسلام کی فتح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر مقدر کر رکھی ہے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ایک حصہ ہیں، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست و بازو بن کر خدا تعالیٰ کی اس تقدیر میں حصہ دار بننا ہے تو اُس وقت تک ہم فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

پس یہ سوچ ہمیں ہر وقت اپنے اوپر طاری رکھنی پڑے گی۔ سورۂ کہف میں بھی جب دین کو محفوظ کرنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو بچانے اور اُس پر عمل کرنے کا ذکر ملتا ہے تو نوجوانوں کا ہی ذکر ملتا ہے۔ تو کیا آج مسیح محمدی کے خدام، وہ نوجوان جنہوں نے یہ عہد بھی کیا ہے اور خلافت کے زیرِ سایہ اس عہد کو ہمیشہ دہراتے بھی رہتے ہیں۔ وہ اپنا کردار ادا نہیں کریں گے؟ اور دین کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے نیکیوں میں آگے بڑھنے اور اپنے ساتھیوں کو بھی ساتھ لے کر چلنے کی کوشش نہیں کریں گے؟ یقیناً جس طرح ہمارے سابق اسلاف کرتے آئے ہیں آج بھی کریں گے۔ انشاء اللہ۔ بلکہ مَیں تو کچھ عرصہ سے بعض نوجوانوں کے چہروں پر وہ عزم دیکھ رہا ہوں جو اس بات کا اظہار کر رہا ہے کہ ہم اپنے عملی نمونے دکھا کر، اپنے علم میں اضافہ کر کے اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے حقوق کی حفاظت اور ادائیگی کر کے اس ملک کے کونے کونے میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا کر اس قوم کی دنیا اور عاقبت سنوارنے کی کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ۔

پس آج مَیں آپ نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ چند ایک کا سوال نہیں ہے بلکہ اُن تمام نوجوانوں کو جو اپنے آپ کو مسیحِ محمدی سے منسوب کرتے ہیں آج ایک عزم کرنا ہوگا، ایک عہد کی تجدید کرنی ہوگی اور اس عہد کی تجدید کر کے یہاں سے اُٹھنا ہوگا کہ نیکیوں میں آگے بڑھنے اور اس کو پھیلانے کے لئے ہم ہر قربانی دیں گے۔ اپنی دنیاوی خواہشات کو پسِ پشت ڈال دیں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدام الاحمدیہ اس لئے قائم فرمائی تھی کہ نوجوان اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ نوجوانوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ ہم جماعت احمدیہ کا ایک ایسا مفید وجود ہیں جس نے اپنی تمام تر صلاحیتیں خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے اور جماعت کی ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کرنے، نیکیوں میں اعلیٰ مقام پیدا کرنے اور ان میں بڑھتے چلے جانے کے لئے صرف کرنی ہیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ ہمارے بڑے کیا کر رہے ہیں۔ اگر بڑے اپنا کردار ادا نہیں کر رہے تو یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے کہ پھر ہم کیوں کریں۔ اُن کی مثال آپ نے نہیں دیکھنی۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اگر تم فلاں کو دیکھ کر اپنا حق اور فرض ادا نہیں کر رہے تو فلاں کو سزا ملے گی اور تم بخش دیئے جاؤ گے۔ جس کا نمونہ تم نے دیکھا تھا اُس کو سزا ملے گی اور تم بخش دیئے جاؤ گے۔ جس شخص کو دیکھ کر تم آپ بھی اپنی اصلاح نہیں کر رہے، اُس شخص کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کرنا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ہر ایک کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملات ہوتے ہیں لیکن تمہیں خدا تعالیٰ کی بات نہ ماننے اور اپنے عہد کو نہ نبھانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ضرور پوچھے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس نہ کسی کی نیکیوں نے کسی دوسرے کو بخشوانا ہے اور نہ کسی کے غلط کاموں نے کسی دوسرے کو سزا دلوانی ہے۔ ہر ایک اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدام الاحمدیہ اس لئے قائم فرمائی تھی کہ اگر جماعت کے بڑے اپنا کردار ادا نہیں کر رہے تو نوجوان سامنے آئیں اور اپنی ذمہ داری

سمجھیں، لجنہ سامنے آئے اور اپنی ذمہ داری سمجھے تاکہ جماعت کا کام آگے بڑھتا چلا جائے۔ اور جب جماعتی نظام بھی اور تمام ذیلی تنظیمیں بھی اپنا کردار ادا کر رہی ہوں گی، فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰت کے حصول کے لئے ہر ایک کوشش کر رہا ہوگا تو جماعت کی ترقی کئی گُنا ہو جائے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰت کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جو آگے بڑھنے والے ہیں وہ ایک قدم اوپر جا کر نیچے رہنے والوں کا ہاتھ پکڑ کر اُنہیں بھی اوپر لائیں۔ اگر نوجوان بہت اوپر چلے جائیں تو رسہ پھینک کر، سیڑھیاں لگا کر کمزوروں کو بھی اوپر کھینچنے کی کوشش کریں۔ اگر نوجوان نیکیوں میں آگے بڑھیں گے تو پھر سچائی کے پرچار اور اسے اپنے اوپر لاگو کرنے میں بھی آگے بڑھیں گے۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی آگے بڑھیں گے۔ جب نوجوانوں کے یہ قدم آگے بڑھ رہے ہوں گے تو اگر بڑوں میں کمزوری ہے تو اُنہیں خود بخود شرم آجائے گی۔ آپ لوگ راستے دکھانے والے بن کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن جائیں گے۔

مَیں یہ نہیں کہہ رہا کہ خدانخواستہ یہاں بڑوں کی اکثریت نیکیوں کی طرف توجہ دینے والی نہیں ہے یا دنیا کے کسی بھی ملک میں یہ توجہ نہیں دی جارہی۔ میں نوجوانوں کے ذہنوں سے اس بات کو زائل کرنا چاہتا ہوں کہ اُن کا یہ بہانہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا کہ ہم نے تو بڑوں کے نمونے دیکھنے ہیں۔ خلیفۂ وقت جب جماعت سے مخاطب ہوتا ہے تو اُس میں نوجوان بھی شامل ہیں، بوڑھے بھی شامل ہیں، مرد بھی شامل ہیں، عورتیں بھی شامل ہیں۔ یہ کبھی کسی خلیفۂ وقت نے نہیں کہا، یہ کہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں فرمایا، یہ کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد نہیں فرمایا، یہ کہیں قرآن کریم کی تعلیم میں ہمیں نظر نہیں آتا کہ نوجوانوں سے پہلے بوڑھے مخاطب ہوں۔ اگر اس طرح کی بات ہوتو جماعتی ترقی رک جائے کہ جب تک سب بڑے بوڑھے ٹھیک نہ ہو جائیں نوجوانوں کی بھی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ پس ہر ایک کو اپنی ذمہ داری سمجھنی ہوگی۔ اس مقصد کے لئے آپ کی علیحدہ ایک تنظیم بنائی گئی تھی۔ اس مقصد کو سمجھنا ہوگا کہ کیوں آپ علیحدہ خدام الاحمدیہ کے نام سے موسوم ہیں؟ کیوں تنظیم بنی ہے؟ اس مقصد کے لئے آپ کے مختلف پروگرام اور اجتماعات ہوتے ہیں۔ اور آپ نوجوان ہی ہیں جنہوں نے آئندہ جماعت کی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں۔

اگر آج اس مقصد کو آپ سمجھ لیں جو آپ کی تنظیم کا ہے تو کل کے آنے والے نوجوانوں کی آپ پر کبھی اس بات پر اُنگلی نہیں اُٹھے گی کہ ہمارے بڑے کام نہیں کر رہے، کیونکہ کل کو آپ نے بڑے بننا ہے، یا یہ کہ انہوں نے کام نہیں کیا اور ترقی کی رفتار رک گئی۔ اس بات کو یاد رکھیں کہ آج کے نوجوان کل کے بڑے ہیں۔ اور آج آپ کی اصلاح نے ہی آئندہ قوم اور جماعت کی ترقی کے راستے متعین کرنے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فقرہ کہہ کر نوجوانوں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ڈالی ہے کہ ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔'' پس آپ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ اگر ایک بچہ ایک بزرگ کو جس کو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق تھا، جو بزرگ نیکیوں میں آگے بڑھا ہوا تھا، جس کی مثال ہمیں واقعات میں ملتی ہے، جو دنیا کے لئے علم و عرفان سکھانے کا ذریعہ بنا ہوا تھا، جو تقویٰ پر چلنے والا انسان تھا۔ اس بزرگ کو اگر ایک بچہ ایک فقرے میں توجہ دلا سکتا ہے کہ اگر میں پھسلا تو صرف مجھے چوٹ لگے گی لیکن اگر آپ پھسلے تو ایک قوم کو لے ڈوبیں گے۔ تو آپ نوجوان بھی اپنے عمل سے اپنے بڑوں کو، اگر آپ کے خیال میں وہ اپنا حق ادا نہیں کر رہے، فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰت کے اعلیٰ معیار ادا کر کے توجہ دلا سکتے ہیں۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ آپ خود بھی جنہوں نے اس وقت دنیا کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے اپنی نیکیوں کے اعلیٰ معیار قائم کر کے ہی اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ ورنہ جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ خدا تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے اپنا عہد نہیں نبھایا۔ عہد دہراتے تو رہے لیکن اس کو پورا نہیں کیا۔ اور یہ قوم جس میں تم رہ رہے تھے جو حق کی متلاشی تھی اسے حق پہنچانے کا حق ادا نہیں کیا۔ جرمنوں میں ایک بڑی تعداد میں حق کی تلاش شروع ہو چکی ہے اور ان کو صحیح راستہ دکھانا آج احمدی نوجوانوں کا ہی کام ہے۔ پس آپ نوجوان اور ان لوگوں کو اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنا ہوگا۔

خدام الاحمدیہ میں دو قسم کے جوان ہیں۔ ایک بالکل نوجوان، نوجوانی میں قدم رکھنے والے۔ ایک جن کی جوانی ڈھل رہی ہے لیکن جوان ہیں۔ جو خدام الاحمدیہ کی آخری عمر میں ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی، بہنیں اور بچے بھی آپ کے نمونے دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ اپنے نمونے نہیں دکھائیں گے تو ان کی ٹھوکر کا باعث بن رہے ہونگے۔ اگر آپ نے اپنا حق ادا نہ کیا تو آپ ان لوگوں کی ٹھوکر کا باعث بنیں گے۔ پس ایک احمدی نوجوان ایک وقت میں وہ بچہ بھی ہے جس نے بزرگ کو سبق دیا اور اسی لمحے، اسی وقت وہ ایک بزرگ بھی ہے۔ ایک خادم وہ بچہ بھی ہے جس نے بزرگ کو سبق دیا اور وہ بزرگ بھی ہے جس نے نسلوں کو سنبھالنا ہے۔ جس کے پیچھے ایک نسل ہے، ایک قوم ہے، جس کی راہنمائی کر کے اسے نیکیوں میں سبقت لے جانے کے راستے دکھانے ہیں۔ اور جب ہمارے نوجوان، ہمارے خدام جو اپنے آپ کو خدام الاحمدیہ کے نام سے پکارتے ہیں، اس حقیقت کو جان لیں گے تو یہ دنیا آپ پہ زیر کر دی جائے گی۔ آپ کے تحت اقدام کر دی جائے گی۔ اس کی سربراہی آپ کے ذمے آجائے گی اور پھر ہم انشاءاللہ تعالیٰ فتوحات کے نئے نظارے دیکھیں گے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ خدمت دین اور نیکیوں میں آگے بڑھنا جو ہے یہ کسی کی میراث نہیں ہے۔ وراثت میں نہیں ملتا۔ جو بھی نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے آگے آئے گا، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پانے والا بنے گا۔ اُن میں شامل ہوگا جو جماعت کی خدمات میں مقام پانے والے ہیں۔ یہ قانون شریعت بھی ہے اور قانون قدرت بھی ہے۔ کسی چیز کو حاصل کرنے کیلئے جد وجہد کرنی پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ جو میری طرف آنے کی تلاش کرے گا، ہدایت کی تلاش کرے گا، میں اسے ہدایت کے راستے دکھاؤں گا۔ یہ ہدایت کا پانا اور اس کیلئے کوشش اور نیکیوں میں آگے بڑھنا ہی اس زمانے کا جہاد ہے۔ جس کیلئے مسیح محمدی ہمیں بلا رہے ہیں۔

اگر قرون اولیٰ کے مسلمان بچوں، نوجوانوں اور عورتوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر، بے خطر میدان جنگ میں کود کر، اسلام کا دفاع کیا تو آج اسلام کے دفاع اور تبلیغ کیلئے ہمیں بھی صحابہ کی طرح پہلے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے، اپنے اعمال کو سنوار کر پھر اس جہاد میں کودنا ہوگا جو دنیا کو خدا تعالیٰ کی پہچان کروائے۔ جو توحید کے قیام کا جہاد ہے، جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کا جہاد ہے۔ آج مسیح محمدی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ہمیں تلوار کے جہاد کی طرف ہمیں نہیں بلا رہے۔ بلکہ اپنے نفسوں کے پاک کرنے کے جہاد کی طرف ہمیں بلا رہے ہیں۔ صدق سے اپنے سلسلہ بیعت میں شامل ہونے کی طرف بلا رہے ہیں۔ اسلام کی پاک تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے جہاد کی طرف ہمیں بلا رہے ہیں۔ یہ پیغام دنیا میں پھیلانے کا ہم تبھی حق ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے نفسوں کو پاک کرتے ہوئے نیکیوں میں آگے بڑھنے اور بڑھتے چلنے جانے کے لئے مسلسل اپنی حالتوں پر نظر رکھیں۔

پس اے خدام احمدیت! آج مسیح زمان تمہیں کہہ رہا ہے کہ آؤ اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے محافظ بن جاؤ۔ آج جب اپنوں کی، امت کی اکثریت کی بدعملیوں نے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ آج جب غیروں نے ہر طرف سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملوں کی تابڑ توڑ بھرمار کی ہوئی ہے اور ہر ذریعہ سے بھرمار کی ہوئی ہے تو آج احمدی ہی ہے، احمدی نوجوان ہی ہے جس نے مسیح محمدی کی قیادت میں اسلام کی برتری دنیا پر ثابت کرنی ہے۔

آج اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے طلحہ جیسے ہاتھوں کی ضرورت ہے۔ وہ جو 28,27 سال کا نوجوان تھا جس نے اُحد کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے اپنا ہاتھ رکھ کر تیروں کو روکا اور تیروں سے زخمی ہونے کے باوجود اس لئے اُف نہیں کی کہ کہیں اُف کرنے سے ہاتھ اپنی جگہ سے ہل نہ جائے۔

آج اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے ابو دجانہ جیسے بہادروں کی ضرورت ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا حق ادا کر دیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی تلوار عنایت فرمائی۔ اور پھر جنہوں نے اپنا جسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے سامنے کھڑا کر لیا یہاں تک کہ تیروں کی بارش سے ان کا جسم چھلنی ہوگیا۔ گو آج زمانہ تیروں کے حملوں سے حفاظت کا نہیں ہے۔ یہ زمانہ تلوار چلانے کا نہیں ہے۔ لیکن آج بھی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کیلئے اس جوش اور جذبے کی ضرورت ہے جو ہمارے اسلاف نے دکھلایا تھا۔ اس زمانے میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے، نیکیوں میں آگے بڑھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمِ کلام سے لیس ہونے کی ضرورت ہے تاکہ اسلام پر کئے گئے ہر وار کا مقابلہ کیا جائے اور کوئی تیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اور جسم تک نہ پہنچنے دیا جائے۔

پس خدام الاحمدیہ بھی جو جرمنی کی خدام الاحمدیہ ہے یا یوکے کی خدام الاحمدیہ ہے جن کا آج اجتماع ہو رہا ہے یا دنیا میں کہیں بھی خدام الاحمدیہ ہے، ان کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح خواتین کی ذمہ داری ہے، لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی ترجیحات کو بدلیں۔ دنیاوی خواہشات میں آگے بڑھنے کے بجائے دین کے کاموں میں مسابقت کی روح پیدا کریں۔ دین میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کریں۔ تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھنے کا جوش پیدا کریں۔ اس وقت دوسو، تین سو یا چار سو خدام کا مجلس انصار سلطان القلم میں شامل ہونا اور تبلیغ کے کاموں میں آنا کافی نہیں ہے بلکہ پوری کی پوری خدام الاحمدیہ کو اس کام میں جھونکنا ہوگا اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھنا ہوگا کہ تمہارا مطمحِ نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰت ہو۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا جرمن قوم کا اسلام کو سمجھنے کی طرف رخ ہو رہا ہے بلکہ تمام دنیا میں جہاں ایک طرف اسلام کے خلاف منصوبہ بندیاں ہیں تو دوسری طرف توجہ بھی ہے۔ دنیا کا ایک حصہ اسلام کو سمجھنا بھی چاہتا ہے اور اسلام کی حقیقی تصویر صرف احمدی ہی پیش کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کام کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے نوجوان بھی فضولیات اور لغویات اور لہو و لعب کے پیچھے چل پڑے تو دنیا کے طالبانِ حق کو کون سنبھالے گا؟ اگر احمدی نوجوانوں کے کانوں میں ہر وقت آجکل کی ایجادات MP3 یا دوسرے ذرائع سے میوزک اور گانے سننے کیلئے Earphone لگے رہے تو آپ کے ماحول میں نیکیوں کو کون پھیلائے گا۔ کون ہوگا جو نیکیوں میں آگے بڑھ کر پھر پیچھے رہنے والوں کو اوپر کھینچنے کی کوشش کرے گا۔ اپنی ذات میں MP3 یا الیکٹرونکس کی جو دوسری ایجادات ہیں یہ بری نہیں ہیں۔ ان کا غلط استعمال برا ہے۔ ان کا صحیح استعمال ان میں دین کے حق میں مضبوط دلائل بھر کر کریں۔ پھر کانوں میں لگائیں اور سنیں تاکہ دلائل آپ کو یاد ہوں۔

پس ہمیشہ ایک احمدی نوجوان کے یہ پیشِ نظر ہونا چاہئے کہ اُس کا ایک بہت بڑا مقصد ہے اور اُس کے حصول کے لئے اُس نے اپنے عمل نیک کرنے ہیں۔ سچائی کو اپنا شیوہ اور خاص نشانی بنانا ہے۔ تعلیم کی طرف توجہ دینی ہے۔ دینی تعلیم بھی اور دنیاوی تعلیم بھی کیونکہ آج اسلام کی فتح آپ کے علم سے جڑی ہوئی ہے۔ یا آپ کی اسلام کے دفاع اور تبلیغ کی خدمت آپ کے علم و معرفت میں بڑھنے، پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور اعلیٰ اخلاق اپنانے سے منسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرمانے کے بعد کہ تمہارا مطمحِ نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰت ہونا چاہئے، فرماتا ہے کہ اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا کہ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ اگر تم نے اس مطمحِ نظر کو اختیار نہ کیا، اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ جڑنے کے بعد پھر اپنا مطمحِ نظر دنیا کی رنگینیوں کو رکھا اور سستیوں اور غفلتوں کو اپنے اس مطمحِ نظر کو حاصل کرنے میں روک بنائے رکھا تو پھر ایک دن اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کر کے اپنے پاس لائے گا اور تمہیں ان غفلتوں اور سستیوں کا جواب دینا پڑے گا۔

پس آج ایک احمدی پر جو ذمہ داری ہے، جو فرائض اُس کے سپرد کئے گئے ہیں اُس میں اُسے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے وارننگ دی ہے کہ ایک دن تم سب اکٹھے کئے جاؤ گے تو پھر جواب طلبی ہوگی۔ بڑی شرمندگی بھی ہوگی تمہیں، اور پکڑ بھی ہوگی۔ پس یہ ہمارے لئے بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہر احمدی کو بڑی فکر کرنی چاہئے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمارے نوجوانوں کو اپنی ترجیحات بدلنی ہونگی اور یہ سوچ پیدا کرنی ہوگی کہ ہم نے اپنی بھی اور معاشرے کی بھی اصلاح کرنی ہے کیونکہ ہم صحیح اسلامی تعلیم کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم اس اہم بات کو سمجھنے والے بن جائیں اور دنیا کو روشنی دکھانے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

R & R

CAR SERVICES LTD

Abdul Rashid

Diesel & Petrol Car Specialist

Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ

Tel: 020 8877 9336

Mob: 07782333760

جاپان کے شمال مشرقی علاقوں میں آنے والے بدترین زلزلہ میں

ہیومنٹی فرسٹ کی مثالی خدمات

(رپورٹ: انیس احمد ندیم۔ مبلغ جاپان)

11 مارچ 2011ء کو نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے کچھ دیر بعد جاپان بھر میں زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس کیے گئے۔ زلزلہ کے فوری بعد جاپان بھر میں مواصلاتی نظام ناکارہ ہوگیا۔ ٹیلیفونک رابطے ممکن نہ رہے ریکٹر سکیل پر زلزلہ کی شدت ہی بڑے پیمانہ پر تباہی کا پتا دے رہی تھی۔

چند گھنٹے کے اندر ہی یہ فیصلہ کرلیا گیا کہ ہنگامی طور پر امدادی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لیے ناگویا سے روانہ ہونا چاہیے۔ فوری طور پر دالیں، چاول، دودھ اور چائے وغیرہ کا سامان خریدا گیا۔ اور اگلے دن علی الصبح نجیب اللہ ایاز صاحب اور مقبول احمد شاد صاحب کے ہمراہ پہلا امدادی قافلہ ناگویا سے 900 کلومیٹر دور زلزلہ زدہ علاقوں کے لیے روانہ ہوا۔ تقریباً چارسو کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد ٹوکیو پہنچے تو کھانے پینے کی مزید اشیاء خریدی گئیں۔ لیکن اس موقع پر عجیب مناظر دیکھنے کو ملے۔ ایک دن پہلے آنے والے زلزلہ کے بعد لگتا تھا ہر جاپانی گھر سے باہر نکل آیا ہے اور اسے اپنے گھر میں کھانے اور پینے کا سامان جمع کرنے کی فکر ہے۔ ٹوکیو شہر کے بڑے بڑے ڈیپارٹمنٹل سٹورز پر گھنٹوں قطاروں میں کھڑے ہوکر کچھ ضروری اشیاء خریدی گئیں۔ پینے کا پانی ہر جگہ سے ناپید ہوتا نظر آرہا تھا۔ جس چھوٹے بڑے سٹور سے ایک دو، تین چار بوتل یا جس قدر مقدار میں پانی مل سکا، خریدا گیا اور اگلی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

ٹوکیو سے سفر کا آغاز ہوا تو ہماری منزل فوکوشیما کا وہ علاقہ تھا جہاں ایٹمی ری ایکٹرز کی تباہ کاری ہوئی۔ رات دو بجے کے قریب ہم اس علاقہ کے ایک شہر Koriyama میں پہنچے۔ نقشے وغیرہ دیکھے گئے تو ایٹمی ری ایکٹرز کا علاقہ صرف پچاس کلومیٹر دور تھا۔ ابھی تابکاری کی خبریں اس قدر تفصیل سے نہیں پھیلی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ہم نے آگے بڑھنے کی بجائے، رات اسی شہر میں قیام کا فیصلہ کیا اور اگلے دن صبح Sendai شہر کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستہ میں مختلف جگہوں پر پناہ گزین کیمپ نظر آئے، زلزلہ کی تباہ کاریاں بھی مشاہدہ کی جا سکتی تھیں۔ لیکن جوں جوں ہمارا سفر جاری رہا حیرت بھی بڑھتی رہی، کہ ریکٹر سکیل پر آٹھ سے زائد شدت کے زلزلہ کے باوجود کوئی ایک عمارت بھی ایسی نظر نہیں آرہی تھی جو مکمل طور پر تباہ ہوئی ہو۔ سینڈائی شہر اس زلزلہ کے مرکزی علاقوں میں سے ہے لیکن شہر کی عمارتیں اور سڑکیں دیکھ کر قطعاً اندازہ نہیں ہوسکتا تھا کہ تسونامی نے کتنی بڑی تباہی مچائی ہے۔

شہر بھر میں ایمبولنس گاڑیوں کی آوازیں اور آگ بجھانے والے ٹرک سیکڑوں کی تعداد میں اس تباہی کا پتا دے رہے تھے جسے ابھی ہم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ پا رہے تھے۔

میدان عمل میں پہنچنے والی سب سے پہلی والنٹیئر ٹیم

سینڈائی شہر پہنچ کر ہم نے شہر کی انتظامیہ سے رابطہ کیا اور اپنی خدمات پیش کیں۔ لیکن شہر کی انتظامیہ کی طرف سے ہمیں جواب ملا کہ ابھی تو انہیں تباہی کا صحیح اندازہ بھی نہیں ہو پا رہا اور والنٹیئرز کی خدمات حاصل کرنے کا ابھی سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ ہمیں کہا گیا کہ ہم اپنا سامان وغیرہ انتظامیہ کے سپرد کریں اور بے شک واپس چلے جائیں۔

لیکن ہیومنٹی فرسٹ کے والنٹیئرز کا عزم اور حوصلہ بھی مثالی تھا کہ سخت سرد موسم اور برف باری کے باوجود، جب کہ سونے کے لیے پورے علاقے میں ایک کمرہ بھی کرایہ پر ملنا مشکل تھا اس ارادہ کا اظہار کیا جا رہا تھا کہ ہم نے واپس نہیں جانا اور اُس علاقہ میں اپنا کیمپ لگانا ہے جو شدید ترین متاثر ہو۔ شہر کی انتظامیہ کو بھی بتا دیا گیا کہ ہم واپس جانے کے لیے نہیں آئے، اس لیے شہر میں ہی موجود ہیں، اور جب ہماری ضرورت پڑے آپ بلالیں۔ نیز توجہ دلائی گئی کہ اس وقت لوگ سخت مشکلات میں ہیں، ہمیں فوری اجازت چاہیے تاکہ امدادی سرگرمیاں شروع کی جاسکیں اور کھانے پینے کی ضرورت پوری کی جائے۔

چند کلومیٹر کے سفر کے بعد ہم شہر کے ساحلی علاقوں کی طرف بڑھے تو تسونامی کی شدت کا اندازہ ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں گاڑیاں، ٹرک اور کشتیاں، پورے کے پورے گھر اور بڑی بڑی فیکٹریاں تنکوں کی طرح بہتی ہوئی ساحل سے کئی کلومیٹر دور تباہی و بربادی کی داستان سنا رہی تھیں۔ جن گھروں میں تسونامی کی بلندی دو تین میٹر تھی، اس علاقہ کے لوگ اپنے گھروں کی صفائی میں مصروف ہوگئے۔ ہیومنٹی فرسٹ کے والنٹیئرز بھی ان

لوگوں کے ساتھ مدد کروانے میں مشغول ہوگئے۔ اسی دوران شہر کی انتظامیہ کی طرف سے فون موصول ہوا کہ ہماری توجہ کے بعد انہوں نے سوچا ہے اور اگلے دن صبح نو بجے سے امدادی اداروں کی میٹنگ طلب کی گئی ہے۔ اس طرح 14 مارچ 2011ء کو ہیومنٹی فرسٹ کا پہلا کیمپ سینڈائی شہر کے ایک پرائمری سکول میں قائم کرنے کی توفیق ملی۔ ہمارے پاس چولہوں اور گیس وغیرہ کا انتظام نہیں تھا اس لیے کوئلوں پر کھانا بنانے کی کوشش کی گئی۔ اور پانچ سو سے زائد لوگوں کے لیے دال چاول کئی گھنٹوں میں تیار ہوئے۔ زلزلہ زدگان تین چار دن کے بعد کوئی گرم اور تازہ کھانا کھا رہے تھے، اس لیے ان لوگوں کے جذبات اور خوشی دیدنی تھی۔ جاپان کے تمام مشہور ٹیلیویژن چینلز ہمارے کیمپ کی سرگرمیاں براہ راست نشر کرتے رہے۔ خصوصاً Fuji Tv نے تین دن تک ہمارے پروگرام اور انٹرویوز نشر کئے اور تمام جاپانی قوم سے اپیل کی جاتی رہی کہ مشکل کے اس وقت میں ہیومنٹی فرسٹ کے والنٹیئرز کے حوصلہ اور جذبہ کو دیکھیں اور جاپانی نوجوان بھی میدان عمل میں نکلیں۔ NHK اور دیگر چینلز نے بھی امدادی اداروں میں سے سب سے پہلی تنظیم کے طور پر ہماری خبروں کو نمایاں کوریج دی۔ مجموعی طور پر دس ٹی وی چینلز نے ہمارے کیمپ کے مناظر کو نشر کیا۔

Iwakiri سکول جہاں ہم نے اپنا کیمپ قائم کیا تھا، ہر طرف سے میڈیا کی توجہ کی مرکز بن گیا۔ اور جاپان بھر سے امدادی سامان اس سکول میں پہنچنا شروع ہوگیا۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر نے بارہا اس بات کا اظہار کیا کہ ہیومنٹی فرسٹ کی خدمت اور سب سے پہلے امدادی سرگرمیاں شروع کرنے کی وجہ سے یہ کیمپ لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کو ضروریات زندگی دستیاب ہوگئی ہیں۔

اس دوران فوکوشیما کے ایٹمی پلانٹس سے تابکاری کے اخراج کی خبروں نے جاپان بھر میں سخت خوف ہراس پھیلا دیا۔ یہ وقت بہت تذبذب کا تھا کہ آگے خدمات کو کس طرح جاری رکھا جائے۔ خصوصاً ضروریات زندگی کی اشیاء 900 کلومیٹر دور ناگویا شہر سے منگوانی پڑ رہی تھیں۔ یہ وہ موقع تھا جب غیر ملکی جاپان چھوڑ کر جا رہے تھے لیکن اس موقع پر بھی ہیومنٹی فرسٹ کے والنٹیئرز کا عزم و حوصلہ مثالی تھا اور حافظ امجد عارف صاحب۔ یوسف ڈار صاحب اور ظفر احمد ظفری صاحب۔ گیس سلنڈرز، چولہے اور دیگر ضروری اشیاء لے کر فوکوشیما کے علاقے سے گزرتے ہوئے سینڈائی پہنچے اور امدادی سرگرمیوں میں ممد و معاون ہوئے۔

کچھ دن اس سکول میں کیمپ جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے غیر معمولی مظاہرے دیکھنے کو ملے۔ ٹی وی چینلز پر خبر اور انٹرویوز نشر ہونے کے بعد ہم جس کام کے لیے باہر نکلتے لوگ پہچان لیتے اور غیر معمولی تعاون کرتے۔ نجیب اللہ ایاز صاحب ایک یوتھ ہوسٹل میں گئے تو اس کے مالک جو میاں بیوی تھے، اپنے اردگرد لوگوں کو فون کر کے بتانے لگے کہ یہ وہ غیر ملکی ہیں جو یہاں خدمت کر رہے ہیں اور انہوں نے بلامعاوضہ اپنے یوتھ ہوسٹل کی خدمات ہمارے لیے پیش کردیں۔

تقریباً ایک ہفتہ اس جگہ کیمپ لگانے کے بعد ایک دن سکول کے ہیڈ ماسٹر کہنے لگے کہ ہیومنٹی فرسٹ کی وجہ سے ہماری نہ صرف مشکلات کم ہوگئی ہیں، بلکہ غیر معمولی تعداد میں تنظیمیں اس طرف متوجہ ہوئی ہیں اور اس قدر امداد آرہی ہے کہ ہماری ضروریات سے بھی بڑھ چکی ہے۔ تب ہم نے سوچا کہ مزید شمال میں ایسے علاقوں کی طرف بڑھنا چاہیے جہاں ایک ہفتہ گزرنے کے بعد بھی امدادی سامان نہیں پہنچ رہا۔ صدر خدام الاحمدیہ نے نقشوں اور خبروں کی مدد سے سینڈائی شہر سے 50 کلومیٹر دور Ishinomaki شہر جانے کی تجویز پیش کی۔

رات کا کھانا تقسیم کر کے خاکسار اور نجیب اللہ ایاز صاحب (صدر خدام الاحمدیہ جاپان) نو بجے کے قریب فارغ ہوئے اور Ishinomaki شہر جانے کا ارادہ کیا۔ جانے سے پہلے ہی ہمیں بعض مشکلات کا اندازہ تھا۔ مسلسل شدید زلزلوں کے جھٹکے محسوس ہو رہے تھے جس سے دوبارہ تسونامی آنے کے خدشات بھی موجود تھے۔ رات تقریباً گیارہ بجے جب ہم اس شہر میں پہنچے تو عجیب سماں تھا۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے تسونامی کی تباہ کاری بہت خوفناک مناظر پیش کر رہی تھی۔ ہم شہر میں داخل ہونے کے بعد نقشے کی مدد سے سمندر سے قدرے دور والے علاقہ کی طرف روانہ ہوئے اور ایک سڑک پر گاڑی پارک کر کے کچھ دیر آرام کیا اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگے۔

صبح ہوتے ہی ایک مقامی جاپانی کو ساتھ لیا اور کسی مناسب جگہ کیمپ قائم کرنے کا جائزہ لینے لگے۔ ہم ایک سکول میں گئے جہاں ایک ہزار سے زائد لوگ پناہ گزین تھے، لیکن کھانے پینے کا انتظام نہ ہونے کے برابر تھا۔ کیمپ کے انچارج اور سکول کے ٹیچر سے بات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ اس سکول میں دو سے تین میٹر تک تسونامی آئی تھی۔ اور لوگ دوسری منزل سے چوتھی تک کلاس رومز میں پناہ گزین ہیں اور ابتدائی چار دن ڈیڑھ ہزار لوگوں کے لیے چند لیٹر پانی کے علاوہ کچھ دستیاب نہ تھا۔ اور جب کسی کی حالت جان کنی تک پہنچنے لگتی تو اسے ایک دو ڈھکن پانی پلایا جاتا۔ پانچویں دن پہلی دفعہ کھانے کو کچھ دستیاب ہوا، لیکن ایک ڈیڑھ ہزار لوگوں کے لیے بہت معمولی مقدار میں کھانا دستیاب تھا جسے سب میں تھوڑا تھوڑا تقسیم کر کے گزارا کیا جا رہا تھا۔

بہت ساری مشکلات کے باوجود لوگوں کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے ہم نے اسی جگہ اپنا کیمپ لگانے کا فیصلہ کیا۔ یہ علاقہ ہر طرف سے کیچڑ اور گارے سے بھرا ہوا تھا اور فضا سخت متعفن تھی۔ بڑی مشکل سے ہم نے ایک جگہ صاف کی اور چولہا وغیرہ رکھنے کا انتظام کر کے دعا کے بعد اپنا کیمپ شروع کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور ایک امتحان سے نجات

جب ہم نے اس جگہ کیمپ شروع کیا تو سینکڑوں لوگ کئی دن کے بھوکے تھے۔ تازہ کھانا مہیا نہ تھا۔ بسکٹ وغیرہ پر گزارا کیا جا رہا تھا۔ کچھ امدادی سامان موجود تھا لیکن کھانا پکانے کا انتظام اور والنٹیئرز نہیں تھے۔ لوکل انتظامیہ کے کچھ افراد ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے پاس دو سو کلو کے قریب pork پڑا ہوا ہے۔ لوگوں کو کھانے کی سخت ضرورت ہے لیکن کھانا پکانے کا انتظام نہیں۔ آپ لوگ ہمیں پکا دیں تو اس مشکل میں بہت بڑی مدد ہوگی۔

ہم سب ممبران اس صورتحال میں متفکر تھے کہ بڑی مشکل سے کیمپ لگانے کی جگہ ملی ہے۔ غیر ملکیوں اور خاص طور پر مسلمانوں سے عموماً لوگ شاکی رہتے ہیں اور تنگ نظر سمجھتے ہیں۔ اور ہم نے تو انہیں بتایا ہوا ہے کہ ہم انسانیت کے ناطے یہاں آئے ہیں۔ کام کے پہلے دن ہی اگر انہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم pork کو حرام سمجھتے ہیں تو ان لوگوں کے دلوں میں ہمارے متعلق انقباض کہیں پیدا نہ ہو۔ خاکسار نے انتظامیہ کے ان ممبران سے کہا کہ ہم اتفاق سے مسلمان ہیں، pork ہمارے مذہب میں منع ہے۔ لیکن اگر انسانیت تکلیف میں ہے اور بھوکوں مر رہی ہے تو پھر ہمارا خدا تو بہت رحیم و کریم ہے۔ ایسی اضطراری حالت میں جب ایک طرف سیکڑوں انسان کی بھوک مٹانے کا مسئلہ ہے اور دوسری طرف pork ہو تو انسانیت بہر حال اوّلیت رکھتی ہے۔ اس لیے ہم آپ کی مدد کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آج تک اتنی زندگی میں pork کھانا تو دُور کی بات pork کو چھوا تک نہیں۔ یہ بات سنتے ہی لوکل انتظامیہ کے تمام ممبران نے مخصوص جاپانی انداز میں سر جھکا دیئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ ہماری خاطر ایک ایسا کام کرنے کو تیار ہو گئے ہیں جو آپ کے مذہب میں پسندیدہ نہیں اور زندگی بھر کبھی نہیں کیا تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم آپ کا اور آپ کے مذہب کا احترام کریں۔ اس لیے ہم pork فوج کے پاس جمع کروا رہے ہیں اور جو کھانا (دال وغیرہ) ہیومنٹی فرسٹ کے والنٹیئرز بنائیں گے وہی کھائیں گے۔ چار ماہ سے اس جگہ ہمارا کیمپ جاری ہے۔ ہمارے اس جواب سے ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کی عزت میں اضافہ ہوا اور اس کے بعد لوکل انتظامیہ خود ہماری ترجمان بن گئی اور ہر جگہ ہدایت کرتی رہی کہ pork کی بجائے beef اس کیمپ میں بھیجا جائے۔

ہیومنٹی فرسٹ کے کیمپ میں بیس سے زائد ممالک کے والنٹیئرز آئے اور خدمت کی توفیق پائی۔ جاپان میں بسنے والے پاکستانی بھی آتے رہے۔ ایک موقع پر آٹھ دس پاکستانیوں کا ایک گروپ ایک ٹرک امدادی سامان لے کر ہمارے کیمپ میں آیا کہ اسے ہیومنٹی فرسٹ کے تحت تقسیم کر دیا جائے۔ ہم نے شکریہ کے ساتھ سامان وصول کیا، انہیں کھانا وغیرہ کھلایا اور کافی دیر بات چیت ہوتی رہی اور ہیومنٹی فرسٹ کے کام کے بارہ میں غیر معمولی تاثر کے ساتھ یہ لوگ واپس گئے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

متّقیانہ افعال کے چند نمونے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10/اکتوبر 2009ء میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کا ایک مضمون ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ ایک بار کشمیر تشریف لے گئے۔ ریچھ کے شکار کا لائسنس لیا ہوا تھا۔ جب شکار کے لئے ایک پہاڑی جنگ میں داخل ہوئے تو ایک مشک والا ہرن ہانکے سے نکلا اور سامنے کھڑا ہوگیا۔ رائفل حضورؓ کے کندھے کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ ہمراہی بیقرار تھے کہ ایسا عجیب نایاب شکار سامنے کھڑا ہے۔ پھر وہ ہرن بھاگ گیا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ اس کا خاص لائسنس نہ ہونے کی وجہ سے میرے لئے اس پہ فائر کرنا جائز نہ تھا۔ گھر واپس آکر بعض کہنے لگے کہ اگر ایسی احتیاطیں کرنے لگیں تو بس شکار ہوچکا۔ اُن بیچاروں کو معلوم نہ تھا کہ اگر ایسی احتیاطیں نہ کی جائیں تو بس تقویٰ ہوچکا۔

☆ میرے ایک بزرگ کے پاس رفتہ رفتہ نوّے کے قریب کھوٹے روپے جمع ہوگئے۔ جن میں سے کچھ تو بالکل ناکارہ تھے اور کچھ ایسے تھے جن کا ایک حصہ چاندی کی وجہ سے قابل فروخت تھا۔ انہوں نے ناکارہ تالاب میں پھنکوادیئے اور دوسرے سنار کے پاس فروخت کے لئے ایک شخص کو یہ کہہ کر بھجوادیئے کہ اُنہیں سنار سے اپنے سامنے کٹوادے۔ سنار نے جب خریدے تو اُس شخص نے اُن سکّوں کو کاٹنے کا مطالبہ کیا لیکن سنار نے کہا کہ یہ مَیں نے خریدے ہیں اب انہیں جس طرح چاہوں استعمال کروں۔ آخر بحث کے بعد سنار نے کہا کہ اگر اتنے پیسے مزید کم کردو تو پھر کاٹوں گا۔ وہ شخص مان گیا اور سنار کو اُتنی رقم واپس کرکے اپنے سامنے سکّے کٹوادیئے۔ دراصل ناکارہ سکّے چلانے والے اور دھوکہ دینے والے خدا کو اندھا سمجھتے ہیں (نعوذباللہ)۔ جو خدا کو اندھا سمجھے وہ اُس سے روحانی فیض کیونکر حاصل کرسکتا ہے؟

محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21 اگست 2009ء میں مکرم شریف احمد صاحب دیڑھوی کے قلم سے محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب سابق امیر ضلع نوابشاہ کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں 3 دسمبر 2010ء کے شمارہ کے اسی کالم میں آپ کا تفصیلی ذکر کیا جاچکا ہے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ خاکسار 1951ء میں کراچی سے آکر کرونڈی ضلع خیرپور سندھ میں آباد ہوا۔ اُس وقت صوبہ سندھ میں 2 ڈویژن یعنی خیرپور اور حیدرآباد تھے۔ خیرپور ڈویژن میں صرف ایک ہی مربی محترم مولوی غلام احمد صاحب فرخ تھے۔ اپنے وقت میں انہوں نے بہت کام کیا۔ اُن کا ہیڈکوارٹر باندھی گوٹھ حاجی عبدالرحمٰن صاحب ڈاہری میں تھا۔ محترم فرخ صاحب نے 1956ء میں ڈویژنل سطح پر خدام الاحمدیہ کے اجتماع کی بنیاد رکھی۔ محترم حاجی صاحب پہلے ضلعی اور پھر علاقائی قائد بن گئے تو اُن کی قیادت میں یہ اجتماع ہر سال باقاعدگی سے منعقد ہونے لگے۔ خاکسار 1953ء میں قائد مقامی پھر قائد ضلع اور پھر قائد علاقہ خیرپور بنا۔ محترم مولوی صاحب نے نوجوانوں کی جو ٹیم تیار کی اس میں محترم حاجی صاحب کے ساتھ محترم ڈاکٹر فقیر محمد صاحب مرحوم، محترم عبدالہادی صاحب چانڈیو، محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب اور خاکسار بھی شامل تھے۔ ہم میں سب سے کم عمر محترم سیٹھ صاحب تھے۔ شروع شروع میں اجتماع کا تمام خرچ محترم حاجی صاحب ہی کرتے تھے۔ بعد میں مجالس کے اصرار پر خدام الاحمدیہ نے اس خرچ میں حصہ لینا شروع کیا۔ پھر جب محترم حاجی صاحب انصاراللہ میں چلے گئے تو خرچ کے لحاظ سے یہ خدمت محترم سیٹھ محمد یوسف صاحب کے حصہ میں آئی اور آخر وقت تک جاری رہی۔

میرا تعلق محترم سیٹھ صاحب سے 1956ء سے ہے۔ چند سال میں جماعت نوابشاہ میں اور ڈویژن میں آپ نے ایک خاص مقام حاصل کرلیا۔ آپ کی مالی معاونت مجھے کبھی نہیں بھول سکتی۔ جب خاکسار 1973ء میں انصار میں چلا گیا تو آپ کو پھر قائد علاقہ نامزد کردیا گیا۔ ساتھ ہی آپ صدر مقامی جماعت اور امیر ضلع کے طور پر بھی خدمت کرتے رہے۔

1969-70ء میں خاکسار کو مالی تنگی کی وجہ سے بہت پریشانی پیش آئی۔ ایک دن دوپہر کے وقت محترم سیٹھ صاحب سات آٹھ دوستوں کو ساتھ لے کر کرونڈی میرے پاس پہنچ گئے اور بتایا کہ ہم میں سے ایک دوست نے آپ کے متعلق خواب دیکھی ہے کہ کھیت میں آپ کی گندم کٹی پڑی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ چلو شریف صاحب کی گندم کو مل کر اکٹھا کردیں۔ اس لئے ہم سب آپ کے پاس آئے ہیں۔ یہ واقعہ آپ کی عظمت بتانے کے لئے بہت کافی ہے۔

جب خاکسار 1963ء میں قائد ضلع مقرر ہوا تو ضلع خیرپور کے اجتماع کرونڈی میں شروع کئے۔ محترم سیٹھ یوسف صاحب کا یہاں بھی ہر طرح کا تعاون شامل رہا۔ 1973ء میں جب احمدیوں کی مخالفت شروع ہوئی تو آپ نے اپنی ذاتی زمین کا رقبہ جو نوابشاہ شہر کے اندر آگیا تھا جس کی قیمت اُس وقت بھی لاکھوں روپے تھی، احمدیہ قبرستان کے لئے وقف کردیا۔ آپ روزانہ اس میں جاتے اور دیکھ بھال کرتے۔ چنانچہ یہ قطعہ زمین بہت خوبصورت بنادیا۔

محترم چوہدری عبداللہ خانصاحب کاٹھگڑھی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 اگست 2009ء میں مکرم رانا منیب احمد خان صاحب نے اپنے نانا محترم چودھری عبداللہ خانصاحب کاٹھگڑھی کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم چوہدری عبداللہ خاں کاٹھگڑھی ولد محترم چوہدری خواجہ خاں صاحب کاٹھگڑھی 1910ء میں ضلع ہوشیارپور کے قصبہ کاٹھگڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان 1900ء میں احمدی ہوا تھا۔ آپ کے ایک چچا کو قادیان میں لمبا عرصہ حضرت اماں جانؓ کی ڈیوڑھی کا دربان رہنے کی سعادت بھی ملی۔

محترم عبداللہ خانصاحب اچھا خاصا لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے حالانکہ آپ نے کسی سکول سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کی تھی۔ سادہ، دعاگو، تہجدگزار، وقت پر نماز ادا کرنے والے اور دین کو ہمیشہ دنیا پر مقدّم رکھنے والے انسان تھے۔ کئی بار آپ نے دنیاوی نقصان برداشت کرلیا لیکن نماز کی ادائیگی میں تاخیر کو برداشت نہ کیا۔ آپ کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمان رہتا تھا کہ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز ترک نہ کرو۔ چنانچہ جس جگہ بھی نماز کا وقت ہوتا آپ وہیں نماز ادا کرلیا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی اکثر تلقین کرتے رہتے تھے۔

آپ کو قرآن کریم سے عشق تھا اور روزانہ صبح کے وقت تلاوت کرنا اور ترجمہ پر غور کرنا آپ کا معمول تھا۔ بہت سا حصہ حفظ بھی ہوگیا تھا۔ آپ آیات مبارکہ کاغذ پر لکھ کر جیب میں ڈال لیتے اور کھیتوں میں کام کرتے وقت ان آیات کو دوہراتے رہتے۔

قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد آپ ضلع خوشاب کے ایک گاؤں میں آباد ہوئے اور بڑی محنت سے وہاں باغ لگوایا۔ گاؤں میں احمدیہ مسجد بھی تعمیر کروائی۔ قریباً تیس سال صدر جماعت جبکہ تاوفات امام الصلوٰۃ رہے۔ سارا گاؤں آپ کا احترام کرتا اور امام صاحب کہہ کر پکارتا۔ گاؤں کے جھگڑے تصفیہ کے لئے آپ کے پاس لائے جاتے۔

آپ جلسہ سالانہ میں باقاعدگی سے اپنے خاندان کے ہمراہ شامل ہوتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور رسائل وغیرہ باقاعدگی سے پڑھتے اور اپنی بیوی اور دوسرے اَن پڑھ لوگوں کو سناتے۔ آپ بہت رحمدل، شگفتہ مزاج اور حوصلہ والے انسان تھے۔ مہمان نوازی بھی آپ کا نمایاں وصف تھا۔ گرمی کے موسم میں لوگ کچھ دیر سستانے کے لیے بھی آپ کے ڈیرے پر آجاتے تو آپ پانی اور کھانا پیش کرتے۔

آپ ایک فدائی احمدی تھے۔ اطاعت کا یہ حال تھا کہ جب یہ ارشاد ہوا کہ تمبا کو نوشی نہیں کرنی چاہئے تو آپ نے اپنا حقہ توڑ دیا اور پھر تاوفات قریباً پچاس سال تک آپ تمبا کو نوشی سے دُور رہے۔

آپ نے اپنی اہلیہ اوّل کی وفات کے بعد دوسری شادی کی۔ آپ کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ آپ نے 1984ء میں وفات پائی اور بوجہ موصی ہونے کے تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔

مکرم محمود احمد صاحب بھٹی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 اگست 2009ء میں مکرم نذیر احمد سانول صاحب نے اپنے مضمون میں مکرم محمود احمد بھٹی صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

مکرم محمود احمد صاحب بھٹی ابن مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب بھٹی 29 ستمبر 2008ء کو ایک حادثہ میں وفات پاگئے۔ آپ ایک مثالی خادم تھے۔ 2000ء میں خاکسار کی تقرری چک نمبر 166 مراد ضلع بہاولنگر میں ہوئی تو آپ سے تعارف ہوا۔ پھر آٹھ سال تک آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تو آپ کی خوبیاں آشکار ہوئیں۔ باوجود دیہات میں رہنے کے اردو میں آپ کی گفتگو بہت متاثرکُن تھی۔ خدام الاحمدیہ میں بہت سی خدمات انجام دینے کی آپ کو توفیق ملی۔ بوقت وفات نائب قائد ضلع بہاولنگر تھے۔ نیز ضلعی مجلس عاملہ کے بھی فعال رکن اور سیکرٹری نومبایعین تھے۔ جس جگہ بھی آپ کو خدمت کا موقع ملتا اُس شعبہ میں نمایاں ترقی دیکھنے کو ملتی۔ ضلعی اجتماعات اپنے ہاں منعقد کرواتے۔ بڑے اَنتھک وجود تھے۔

مکرم محمود بھٹی صاحب صوم وصلوٰۃ کے بچپن سے پابند تھے۔ اذان سنتے ہی مسجد کا رُخ کرتے اور راستہ میں ملنے والوں کو بھی نماز کی یاددہانی کرواتے۔ قیام اللیل کے عادی تھے۔ نماز بہت سنوار کر پڑھتے۔ قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں خوش مزاجی ودیعت کی تھی، غصہ میں آپ کو کبھی نہ دیکھا۔ کبھی غصہ کیا بھی تو ساتھ ہی مسکرادیا۔ بیماروں کا علاج کرانا، ادویات خرید کردینا، مریضوں کی عیادت کرنا روزمرہ کا معمول تھا۔ غرباء کا خیال دل میں تازہ رہتا۔ اس میں اپنے بیگانے کا کوئی فرق نہ کرتے۔ آپ بہت مہمان نواز تھے۔

آپ جماعتی کاموں کو اوّلیت دیتے تھے۔ اجلاس میں سب سے پہلے اور بروقت تشریف لاتے اور انتظامات میں نہایت درجہ احساسِ ذمہ داری کے ساتھ شامل رہتے۔ نومبایعین کو جماعت میں مدغم کرنے کے لئے تربیتی کلاسیں اور اجلاسات کرتے اور زیارتِ مرکز کے پروگرام بھی رکھتے۔

مکرم محمود احمد صاحب بھٹی نڈر اور پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ حلقۂ احباب خاصا وسیع تھا۔ جب گھر سے نکلتے تو اس بات کی نیت کرلیتے کہ آج اتنے احباب تک پیغام حق پہنچانا ہے اور اس ٹارگٹ کو پورا کرکے واپس لوٹتے۔ تبلیغی پروگراموں کے لئے اپنا ذاتی CD پلیئر اور CDs مہیا کیا کرتے تھے۔ آپ کی محنت، لگن اور دعاؤں سے درجنوں افراد نے ہدایت پائی۔

29 ستمبر 2008ء کو گاڑی کا ٹائر پھٹ جانے کے نتیجہ میں ہونے والے حادثہ میں آپ موقع پر ہی وفات پاگئے۔ آپ کی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں احمدیوں کے علاوہ غیراز جماعت بھی شامل ہوئے۔ بوجہ موصی ہونے کے تدفین ربوہ کے عام قبرستان میں امانتاً کی گئی۔ آپ کی عمر 36 سال تھی۔ مرحوم کے پسماندگان میں ضعیف والد کے علاوہ اہلیہ، تین بیٹیاں اور ایک واقف نو بیٹا شامل ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16/جون 2009ء میں شامل اشاعت مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

اس یار باوفا سے کیوں دامن بچاتے ہو
حسن ازل کی لو سے نظر کیوں چراتے ہو
اس بن کیوں صنم کوئی جی میں بساتے ہو
''وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں''
موجوں میں بحرِ عشق کی اپنا بہاؤ دل
اس یار کے نزول کے قابل بناؤ دل
دنیائے بے ثبات سے لوگو چھڑاؤ دل
''سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں''

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

29th June 2012 – 5th July 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 29th June 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Qur'an
01:15	Huzoor's Tours: tour of Norway, Part 2.
02:35	Japanese Service
03:00	Tarjamatul Qur'an class
04:15	Qur'an Sab Se Acha
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd April 1997
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Huzoor's Tours: tour of Schwetzinger & Heidelberg Castles
07:50	Siraiki Service
08:35	Rah-e-Huda
10:10	Indonesian Service
11:10	Fiq'ahi Masa'il
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
13:15	Seerat-un-Nabi (saw)
13:40	Tilawat
13:55	Yassarnal Qur'an [R]
14:25	Bengali Service
15:40	Roohani Khazaa'in Quiz
16:10	Muslim Scientists
16:40	Beacon of Truth
17:45	Live Jalsa Salana USA 2010: live proceedings from USA including the flag hoisting Ceremony.
18:00	Live Friday Sermon delivered from Harrisburg, USA.
19:00	Live proceedings from Jalsa Salana USA, including the inaugural address delivered by Ameer Sahib USA.
22:35	Rah-e-Huda [R]

Saturday 30th June 2012

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	Huzoor's Tours: tour of Germany
02:10	Friday Sermon: rec. on 29th June 2012
03:20	Rah-e-Huda
05:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd April 1997
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
06:55	Huzoor's Address: an address delivered on the occasion of Lajna Imaillah UK Ijtema, 2010.
07:55	International Jama'at News
08:25	Story Time: Islamic stories for children
08:45	Question and Answer Session: recorded on 3rd December 1995. Part 1.
09:50	Indonesian Service
10:50	Friday Sermon [R]
12:00	Tilawat
12:15	Story Time [R]
12:35	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Live Jalsa Salana USA: proceedings from Jalsa Salana USA including various speeches and an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
22:35	Rah-e-Huda [R]

Sunday 1st July 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Address: an address delivered on the occasion of Lajna Imaillah UK Ijtema, 2010.
02:25	Story Time
02:50	Friday Sermon: recorded on 29th June 2012, from Harrisburg, USA.
04:05	Spotlight
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session 270, recorded on 8th April 1997
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Jamia Ahmadiyya UK Class: recorded on 10th January 2009.
08:05	Faith Matters
09:10	Question and Answer Session: recorded on 31st March 1996. Part 1.
10:10	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 14th October 2011
12:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
12:55	Friday Sermon [R]
14:00	Jalsa Salana USA 2012: Day 3 proceedings of Jalsa, including addresses delivered by various guests.
15:50	Jalsa Salana USA 2012: Concluding session, including address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Harrisburg, USA.
18:15	Class Jamia Ahmadiyya UK
19:20	Humanity First: Haiti Earthquake Relief
20:00	Jalsa Salana USA 2012: concluding session, including the concluding address. [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question and Answer Session [R]

Monday 2nd July 2012

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:15	Jalsa Salana USA 2012: repeat of the concluding session.
02:45	Friday Sermon: recorded on 29th June 2012, in Harrisburg, USA.
03:55	Real Talk
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th April 1997
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:30	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Tours: tour of Singapore
08:00	International Jama'at News
08:35	Muslim Scientist
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat. Recorded on 15th June 1998.
09:55	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 20th April 2012
10:55	Peace Symposium
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel
12:55	Friday Sermon: rec. on 15th September 2006
14:00	Bengali Service
15:00	Peace Symposium [R]
16:00	Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours: Singapore [R]
19:05	Muslim Scientist [R]
19:25	MTA Variety
20:20	Rah-e-Huda [R]
21:50	Friday Sermon [R]
22:55	Peace Symposium [R]

Tuesday 3rd July 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:35	Insight: recent news in the field of science
00:50	Al-Tarteel
01:15	Huzoor's Tours
02:00	Kids Time
02:35	Friday Sermon
03:45	Peace Symposium
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th April 1997
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Huzoor's Address: an address delivered on the occasion of Lajna Imaillah UK Ijtema, 2010.
08:00	Insight: recent news in the field of science
08:15	Bird Watching
09:00	Question and Answer Session: recorded on 31st March 1996. Part 1
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 8th July 2011.
12:05	Tilawat & Insight
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bengali Service
15:00	Mosha'irah
16:00	Prophecies about the Holy Prophet (saw)
16:25	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
17:00	Le Francais C'est Facile
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Address: Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 15th June 2012
20:30	Insight: recent news in the field of science
21:00	Prophecies about the Holy Prophet (saw)
21:30	Bird Watching [R]
22:00	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
23:00	Question and Answer Session [R]

Wednesday 4th July 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Huzoor's Address: an address delivered on the occasion of Lajna Imaillah UK Ijtema, 2010.
02:30	Le Francais C'est Facile
03:00	Bird Watching
03:25	Prophecies about the Holy Prophet (saw)
04:00	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th April 1997
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
06:50	Huzoor's Address: an address delivered on the occasion of Majlis Ansarullah UK Ijtema, recorded on 28th December 2010.
07:55	Real Talk
09:00	Question and Answer Session: recorded on 8th July 1995. Part 2
09:55	Indonesian Service
11:00	Swahili Service
11:55	Tilawat & Dars-e- Malfoozat
12:20	Al-Tarteel
12:40	Friday Sermon: rec. on 15th September 2006
13:45	Bengali Service
14:50	Fiq'ahi Masa'il
15:25	Kids Time
15:55	Faith Matters
16:55	Medical Matters
17:30	Al-Tarteel
17:55	MTA World News
18:15	Huzoor's Address: Majlis Ansarullah UK Ijtema
19:20	Real Talk [R]
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Kids Time [R]
21:35	Medical Matters [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:15	Intikhab-e-Sukhan

Thursday 5th July 2012

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat
00:40	Al-Tarteel
01:05	Huzoor's Address: an address delivered on the occasion of Majlis Ansarullah UK Ijtema, 2010.
02:00	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Moshaa'irah
03:45	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 17th April 1997
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Peace Conference 2007: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
07:50	Beacon of Truth
08:35	Tarjamatul Qur'an class
09:40	Indonesian Service
10:45	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Qur'anz
13:00	Beacon of Truth [R]
14:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 15th June 2012
14:50	Aaina
15:20	Intikhab-e-Sukhan
16:25	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:15	Peace Conference 2007 [R]
19:35	Faith Matters
20:35	Qur'an Sab Se Acha
21:05	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:15	Aaina [R]
23:00	Beacon of Truth [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 22 June, 2012 | Issue No. 25

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ مارچ 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

تیسری قسط

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کئی دنوں سے ابتلاؤں کا سامنا تھا۔ بیس پچیس دن رات تو میں سویا بھی نہیں۔ آج ذرا سی میری آنکھ لگ گئی تو یہ فقرہ الہام ہوا: ''خدا خوش ہو گیا''۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم اس بات سے بہت خوش ہوا ہے کہ اس ابتلاء میں مَیں پورا اترا ہوں۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ۔299۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

ذیل میں نظارت امور عامہ پاکستان سے موصول ہونے والی ماہانہ Persecution Report بابت ماہ مارچ سے ماخوذ چند المناک واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

ضلع نارووال میں شدید ترین مخالفت

❁......**مالوہ کے۔ ضلع نارووال:** یوں لگتا ہے کہ یہاں کا مقامی مولوی اپنی احمدیت دشمنی میں انسانی قدروں کو خیر آباد کہہ چکا ہے۔ اس نے مقامی مسجد میں احمدیت مخالف کانفرنس کی جس میں حاضرین کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ مولوی نے لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اکسایا اور ابھارا کہ لوگ احمدیوں کو قتل کریں اور ان کا مکمل سماجی مقاطعہ کریں۔ اس جنونی نے اپنے جوش بیان سے مخاطب عورتوں میں اتنا ہیجان پیدا کیا ان عورتوں نے مقامی صدر لجنہ کے گھر کا گھیراؤ کر لیا۔ اس جاہل ہجوم نے ''کافر، کافر'' کا شور بلند کر کے احمدی عورتوں کو باہر نکالنا چاہا۔ ان خدائی فوجداروں نے ایک غیر احمدی عورت کو اس پاداش میں پیٹا کہ وہ احمدیوں کے گھر آتی جاتی ہے۔ ان ناقص العقل عورتوں کے بعد گاؤں کے بچے بھی اس عورت کو دھمکاتے رہے۔ ویسے جب آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہو تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ ان اجڈ لوگوں نے اس عورت کے ایک رشتہ دار کو روک کر جان سے مار دینے کی دھمکی دی اگر اس کا دوبارہ اس گلی سے گزر ہوا۔ فسادی مولوی کی آواز پر والہانہ لبیک کہنے والے ایسے جاہلوں کے درمیان رہتے ہوئے احمدیوں کی تشویش فطری امر ہے۔

ایک احمدی پر حملہ

❁......**شہداد پور، سانگھڑ، 9 مارچ:** مکرم بشارت احمد صاحب اپنے گھر واپس آ رہے تھے کہ ان کے پیچھے دو موٹر سائیکل سوار پڑ گئے۔ ان کی عمریں 22 سال کے لگ بھگ ہوں گی۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ آپ نے بتایا کہ مَیں پنجابی ہوں اور آرائیں ہوں۔ (اور اتنا بتا کر رک گئے اور اپنے احمدی ہونے کا ذکر نہ کیا)۔ یہ حملہ آور پلٹ گئے لیکن تھوڑی دیر بعد پھر آ دھمکے اور کہا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے تم قادیانی ہو اور آپ کو بری طرح زدوکوب کرنے لگے۔ ان ظالموں نے اپنی طرف سے تو کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن خدا کا فضل ہے کہ کاری زخموں سے محفوظ رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کی جان بچ گئی۔

پنجاب کے دارالحکومت میں مخالفین احمدیت کی شرانگیز کارروائیوں میں اضافہ

❁......**مساجد پر حملے:** صاف نظر آ رہا ہے کہ 28 مئی 2010ء کو لاہور میں بیک وقت احمدیوں کی دو مساجد میں خونریزی کرنے میں کامیابی کی شہ پر مخالفین اب مزید حملوں کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس کا ثبوت ذیل کے واقعات سے مل رہا ہے:

1: سلطان پور لاہور کی مسجد میں 10 مارچ کو آٹھ مولوی مغرب کی نماز کے وقت آئے، یہ لوگ مسجد کے سامنے کھڑے رہے اور موبائل فون پر کسی کو معلومات مہیا کرتے رہے۔ ڈیوٹی پر موجود ایک خادم نے قریب ہو کر ان کی گفتگو بھی سننے کی کوشش کی۔

2: اسلام پورہ لاہور کی مسجد کے سامنے سے 2 مارچ کو جمعہ کی نماز کے وقت ایک مشکوک کارگزری۔ سفید پگڑی پہنے ایک مولوی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا اس کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ یہ گاڑی مسجد کے قریب ایک گھر کے باہر رکی اور انہوں نے ایک اور آدمی کو ساتھ بٹھا لیا۔ یہ لوگ واپس مڑے اور مسجد کے سامنے آ کر رفتار اور دھیمی کر لی۔ مسجد کا بغور مشاہدہ کیا اور گاڑی تیز کر کے چلے گئے۔

ڈیوٹی پر موجود پولیس اہلکاروں نے بھی اس مشکوک سرگرمی کو محسوس کیا لیکن اپنے فرض سے غفلت برتتے ہوئے ان لوگوں کو روک کر پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔

3: کوٹ لکھپت کی مسجد کے باہر 8 مارچ کو مغرب کے بعد دو موٹر سائیکل سوار نوجوان آئے اور کچھ وقت وہاں ہی ٹھہرے رہے۔ معلومات جمع کرتے اور موبائل فون پر کسی کو اطلاع دیتے رہے۔ بعد ازاں موقع سے خود ہی چلے گئے۔

ان کی عمریں بیس بائیس سال کی ہونگی اور حلیہ سے مشکوک نظر آتے تھے۔ یقیناً ایسی غیر معمولی حرکات اہل مسجد کو احتیاط اور بچاؤ کے انتہائی پہلو اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔

❁......**مصطفیٰ ٹاؤن میں ایک حملہ:** 5 مارچ کو صبح 9 بجے تقریباً بیس مولوی مکرم محمد اسحاق صاحب کے گھر کے باہر جمع ہوئے، دروازہ پیٹنے کے بعد سنگ باری کرنے لگے۔ مرکزی گیٹ توڑنے کی کوشش کی۔ مکرم اسحاق صاحب نے پولیس کو اطلاع کی۔ خوش نصیبی سے پولیس بروقت پہنچ گئی اور ان حملہ آوروں سے اس قانون شکنی کی وجہ دریافت کی۔ ان فسادیوں نے نہایت ڈھٹائی سے بتایا کہ وہ آیت الکرسی لکھی ہوئی آرائشی پلیٹ اتروانے آئے ہیں۔ جس پر پولیس نے ان مفسدوں کو پسپا کیا اور ایسی سرگرمیاں ترک کرنے کا حکم دیا۔

اس افسوس ناک واقعہ کے بعد کالونی کی مقامی انتظامیہ والے بھی مکرم اسحاق صاحب کے گھر موقع ملاحظہ کرنے آئے اور مکرم اسحاق صاحب کے موقف کی تائید کی لیکن مشورہ دیا کہ قانون شکن مولوی کو ٹھنڈا کرنے کے لئے وہ آیت الکرسی والی ٹائل ان کے حوالہ کر دیں۔ مکرم اسحاق صاحب نے ایسا ہی کیا۔ یقیناً قرآن کریم ہٹا کر مفسد مولوی کو دل کا سکون اور آنکھوں کی ٹھنڈک پہنچی ہوگی خواہ وقتی ہی ہو۔

❁......**ٹاؤن شپ میں ہمسایوں کی دراندازی:** 4 مارچ کو مکرم کریم الرحمٰن سنوری صاحب کے سامنے والے گھر میں کرایہ کے مکان میں رہنے والے ایک بدتہذیب نوجوان نے بدامنی پھیلانے کی پوری پوری کوشش کی۔

اس غیر تربیت یافتہ نوجوان نے اپنے دیگر ساتھیوں کی معیت میں مکرم کریم الرحمٰن صاحب کے ساتھ بلاوجہ جھگڑا کرنے کی کوشش کی، گھر کے اندر گھسنے کی کوشش کی اور آپ کے گھر کی ایک کھڑکی کا شیشہ توڑ ڈالا۔ دوسرے ہمسایوں نے کوشش کر کے مکرم سنوری صاحب کی جان بخشی کروائی اور پولیس کو اطلاع کی جس سے یہ فسادی نوجوان دھیمے پڑے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس علاقہ میں صرف ایک دن قبل ختم نبوت والوں نے ایک احمدیت مخالف بازاری کانفرنس کی جس میں مولویوں نے حسب عادت نفرت اور فساد کا خوب پرچار کیا اور عوام کے جذبات بھڑکا کر انہیں جماعت احمدیہ کی دشمنی کی راہ دکھائی۔ بادی النظر میں سنوری صاحب کے ساتھ پیش آنے والا یہ واقعہ اسی کانفرنس کا پہلا پھل ہے۔

❁......**رچنا ٹاؤن میں احمدیوں کے خیر خواہ کے قتل کا افسوس ناک سانحہ:** ایک احمدی مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کے غیر احمدی بھتیجے زاہد انور کو 5 مارچ کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

7 ستمبر 2011ء کو مقامی جماعت کے ایک عہدیدار مکرم بشیر احمد صاحب پر حملہ ہوا تھا جس میں آپ کو کئی گولیاں ماری گئیں تھیں لیکن شدید زخمی ہونے کے باوجود بروقت متعدد آپریشن ہونے سے آپ کی جان بچ گئی۔ لیکن تاحال آپ کو آزادانہ آمد و رفت سے منع کیا گیا ہے اور گھر پر ہی وقت گزار رہے ہیں۔

اس واقعہ کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب کے ایک غیر احمدی بھتیجے زاہد انور نے مدعی بن کر پولیس کے پاس ایف آئی آر درج کروائی تھی۔ 5/ مارچ کو مکرم زاہد انور صاحب پر حملہ ہوا، آپ کو چار گولیاں مارنے کے بعد چھرے کے وار بھی کئے گئے۔ آپ کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کیا گیا لیکن آپ اس قدر بڑے حملہ کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکے۔ بے شک آپ احمدی نہ تھے لیکن ایک مہربان اور ہمدرد انسان تھے اور مشکل میں احمدیوں کی مدد کرنے والے تھے۔

مذہبی منافرت کی کمائی کھانے والے شدت پسندوں نے اس وجود کو انسان دوست اور بااخلاق ہونے کی کڑی سزا دی ہے۔

❁......**تعلیمی شعبہ میں شرمناک امتیازی سلوک:**

اقبال ٹاؤن کے مکرم الیاس احمد عمیر صاحب Acute Business College میں ACCA کے طالب علم تھے۔ کالج انتظامیہ نے آپ کو دفتر بلا کر پوچھا کہ کیا تم احمدی ہو؟ مثبت جواب ملنے پر ان لوگوں نے آپ کے تمام واجبات واپس کر کے سختی سے حکم دیا کہ دوبارہ کالج کے احاطہ میں نہ آنا۔

ایک حقیقی طالبعلم کے لئے ایسی صورت حال کتنی اذیتناک ہوتی ہے۔ آپ جس سے بھی اس بابت مشورہ کرتے ہیں وہ یہی کہتا ہے کہ ان پتھروں سے سر مارنا بے فائدہ ہے اور بخوشی اس مکروہ اور شرمناک امتیازی سلوک اور کھلم کھلا ظلم کو نہایت بہادری سے برداشت کر جاؤ کیونکہ اس راہ کے تم پہلے مسافر نہیں ہو۔ فصیل شہر پر تازہ لہو کے قطرے گرا ہی کرتے ہیں۔ مکرم الیاس احمد عمیر صاحب اب دوسری جگہ داخلہ کے لئے کوشاں ہیں۔

(باقی آئندہ)

مالٹا میں قرآن کریم و دیگر کتب مقدسہ کی پہلی نمائش کا انعقاد

متعدد اعلیٰ شخصیات کی شمولیت اور نمائش میں خصوصی دلچسپی

(رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ مالٹا)

جماعت احمدیہ مالٹا کو مؤرخہ 16 مارچ 2012ء بروز جمعۃ المبارک سالانہ امن سمپوزیم کے ساتھ ساتھ ''نمائش کتب مقدسہ'' کے عنوان سے ایک خصوصی نمائش کے اہتمام کی توفیق ملی اور مالٹا میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی نمائش تھی جس میں قرآن کریم کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب ہندومت اور عیسائیت کی کتب کو بھی نمائش کا حصہ بنایا گیا۔ اس نمائش میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم، قرآن کریم سے متعلق کتب، انگریزی، عربی اور مالٹی زبان میں شائع ہونے والے لٹریچر کو اس نمائش کا حصہ بنایا گیا۔ اس کے علاوہ بعض عناوین کے مطابق قرآنی آیات کی روشنی میں بڑے پوسٹرز (Roll-Ups) بھی شائع کروا کر اس نمائش کا حصہ بنائے گئے جن سے یہ نمائش نہایت جاذبِ نظر ہوگئی۔

یہ نمائش تمام حاضرین کی خصوصی دلچسپی کا باعث بنی اور بعض اہم شخصیات جن میں مکرم ڈاکٹر سائمن بسوتیل (Hon. Dr Simon Busuttil) صاحب ممبر آف یورپی پارلیمنٹ، مکرم ایوارست بارتولو (Hon. Evarist Bartolo) صاحب ممبر آف مالٹا پارلیمنٹ و شیڈو ایجوکیشن منسٹر، مکرمہ انجیل دگوارا (Ms. Angele Deguara) صاحبہ ترجمان مالٹا گرین پارٹی برائے سوشل پالیسی، امریکی سفارت خانہ کے وائس کونسلر و نائب سیکرٹری پولیٹیکل و اکانومک سیکشن مکرم مائیکل کرستی (Michael D. Christie) صاحب اور بعض دیگر اہم شخصیات شامل تھیں نے جماعتی نمائش کو خصوصی طور پر وزٹ کیا اور وہاں سے مختلف لٹریچر پڑھنے کے لئے ساتھ لے کر گئے۔ مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے 75 سے زائد افراد نے اس نمائش کو وزٹ کیا۔

اس نمائش سے جہاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں قرآن کریم کی نمائش کا موقع ملا وہیں دوسرے مذاہب کے ساتھ ہم آہنگی اور عزت و تکریم کے جذبات کو بھی فروغ ملا اور لوگوں کو قرآن کریم کی خوبصورت تعلیمات سے متعلق جاننے کا موقع ملا۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ یہ نمائش بہت کامیاب رہی۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین مبارک ثمرات عطا فرمائے۔ آمین